



قمر و ش شہاء

ہاں مجھے بس تم سے محبت ہے

Urdu Novels Mania Team©

www.urdu novelsmania.com

"ہاں مجھے بس تم سے محبت ہے"

تحریر: قمر و شہک



"ہنی۔۔۔" عبیرہ نے پرزے کو پکارنے کے ساتھ ساتھ اس کے بیڈروم کے بھاری دبیز پردے بھی ہٹانے شروع کر دیئے تھے۔ سورج کی تیز شاعوں کی روشنی سیدھا پرزے کے چہرے پر لگی تھی۔ گھپ اندھیرے کے بعد یکدم سے تیز چمکتی روشنی اسکی آنکھیں برداشت نہیں کر سکیں اس نے تیزی سے بلیکٹ کو سر تا پیر تان لیا، عبیرہ کی نظروں سے یہ منظر پوشیدہ نہیں رہ سکا، وہ پرزے کی اس حرکت پر سلگ کر رہ گئیں۔ اور آگے بڑھ کر کے اس پر سے بلیکٹ کھینچ لیا تھا، "ممی کیا ہے سونے دیں ناں۔" کسمندی سے بھرپور آواز میں کہا۔

"ٹائم دیکھا ہے تم نے صبح کے دس بجنے کو ہیں اور تم ابھی تک بستر میں پڑی ہو۔"

"بھی عبیرہ۔۔"

"جی باباجان۔" انھوں نے سامنے کھڑے اکمل خان کو دیکھا۔

"بیٹا وہ شارق حلوہ پوری اور قیمے کی کچوریاں لے آیا ہے تم یوں کرو وہ ٹیبل پر لگوا دو۔۔۔۔۔ اور

پریزے کی فکر مت کرو اگر پریزے کو نیند آرہی ہے تو مت اٹھاؤ سونے دو اسے۔" ہلکے سے

شرارت سے مسکرائے تھے اور انکی شریر مسکراہٹ عبیرہ اچھی طرح سمجھ گئی تھیں۔ البتہ پریزے

کی بند آنکھیں پوری طرح کھل گئی تھیں۔

"بہت بھوک لگی ہے می۔"

"میرا تو خیال تھا تم ابھی سونے کے موڈ میں ہو۔" اکمل خان اچھی طرح جانتے تھے کہ وہ کس قدر

کھانے پینے کی شوقین ہے۔۔۔۔۔ یہ کہنا بھی غلط نہیں ہو گا کہ کھانا پینا اس کی کمزوری ہے۔۔۔۔۔

لاپرواہ اور بے فکر ہو کر کھاتی تھی یہی وجہ تھی کہ اسکا ویٹ بالکل ہی اوور ہو گیا تھا، عبیرہ بہت

سمجھاتی تھیں کہ اپنے بڑھتے ہوئے ویٹ پر توجہ دو، کم کھاؤ، مریج مصالحے کے فوڈ مت کھاؤ، ایکسر

سائز کرو۔۔ جم جو اُن کرو۔۔۔۔۔ روزیہ لیکچر ایک گھنٹے کا ملتا مگر مجال ہے جو پریزے کے کان پر

جون بھی رینگ جائے۔۔۔



ناشتے کی ٹیبل پر پوری کا پوٹ پر ریزے نے اپنی جانب کھینچ لیا تھا،

"یار ہنی آپنی یا تو اپنے پیٹ پر رحم کرو، یا ہماری بھوک کو بھی دیکھ لو۔" شارق اسکے کھانے پر ٹوکے بنا

نہیں رہ سکا بلکہ پوریوں کا پوٹ لینے کیلئے ہاتھ بڑھایا بھی تو پر ریزے نے مزید اپنے پاس کر لیا۔

"ممی نے جو پراٹھے اور آملیٹ بنوائے ہیں وہ کھاؤ خبردار جو اپنی خراب نظریں اس پر ڈالی بھی

تو۔۔۔"

"پر ریزے آرام آرام سے کھاؤ کیا ہو گیا ہے تمہیں۔" جس رفتار سے وہ کھا رہی تھی لگ تو یہی رہا تھا

کہ کوئی دوسرا نہ کھالے۔

"ممی آپ نہیں جانتی ہیں پتہ ہے رات بھی کچھ نہیں کھایا تھا میں نے۔۔۔ آرٹ گیلری میں اتنی دیر

ہو گئی تھی کہ کچھ کھا بھی نہیں سکی۔"

"خدا کا خوف کریں ہنی آپنی پہلے کے لوگ جھوٹ بولتے تھے تو مر جایا کرتے تھے مگر اب تو بخار بھی

نہیں ہوتا۔" شارق نے بدکتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب؟" اس نے نا سمجھی کی کیفیت میں شارق کو دیکھا۔

"رات کو ایک بجے پیزا اور کولڈرنک کس نے منگوائی تھی"

"خواب دیکھ رہے تھے کیا۔۔۔" پریزے نے غصے سے شارق کو دیکھا تھا کیونکہ وہ محسوس کر چکی تھی عبیرہ کی غصے اور نظریں اسی پر ہیں۔ عبیرہ ڈنر کے بعد کچھ بھی کھانے کے سخت خلاف تھیں اور پریزے پر تو سخت پابندی لگائی ہوئی تھی، مگر وہ بھی اپنے نام کی تھی شارق کو اپنی باتوں میں پٹا کے اس سے اپنا کام نکلوا ہی لیتی تھی۔۔۔۔

عبیرہ نے ناراضگی بھری نظروں سے پریزے کو دیکھا اور نفی میں ادھر ادھر سر ہلاتی اپنے لئے چائے کا کپ اٹھائے ہونٹوں سے لگا گئیں۔ انکے انداز سے صاف ظاہر تھا کہ وہ اس سے ناراض ہو گئیں ہیں، پریزے کو عبیرہ کی ناراضگی کی فکر لگی تو سب چھوڑ چھاڑ وہ انکے گلے کا ہار بن تھی۔

"سوری مئی۔۔۔۔ آئی پر امس آگے سے کوئی بد احتیاطی نہیں ہوگی"

"دنیا کا سب سے بڑا جھوٹ۔" شارق نے سرگوشی انداز میں کہتے ہوئے پوری کا پوٹ اپنی طرف گھسیٹ لیا تھا۔ اکمل خان بھی ہولے سے مسکرا دیئے تھے۔

شارق کی دھیمی سرگوشی پریزے نے سن لی تھی وہ گھورے بنا نہیں رہ سکی تھی بلکہ ہاتھ کے اشارے سے نہ چھوڑنے کی دھمکی بھی دی تھی۔



"سچ مائرہ میں اسقدر پریشان ہوں پریزے کی طرف سے۔" عبیرہ کے چہرے پر پریشانی کے آثار واضح دیکھے جاسکتے تھے۔

"اب کیا ہوا؟"

"ہونا کیا ہے وہی مسئلہ۔۔۔ کل بھی پریزے کو کچھ لوگ دیکھ کر گئے ہیں۔۔۔ مگر صاف لفظوں میں اسی وقت کہہ گئے کہ پریزے کا ویٹ بہت ہے۔" ان کے لہجے میں اداسی اور اذیت پنہاں تھیں ساری بخوبی اندازہ لگا سکتی تھیں۔

عبیرہ اور سائرہ دونوں بچپن کی کلوز فرینڈز تھیں۔ ہر دکھ سکھ ہر خوشی غم میں برابر کی شریک، ہر بات چاہے وہ کوئی بھی مسئلہ ہو ایک دوسرے سے شئیر کرتیں ڈسکس کرتیں، انکی دوستی اس قدر گہری اور سچی ثابت نکلی کہ دونوں کی شادیاں بھلے ہی ایک دوسرے الگ الگ خاندانوں میں ہوئیں ہوں مگر دونوں کے سسرال ایک ہی گلی میں تھے۔۔۔ سائرہ کے گھر میں ان کے شوہر اور ایک بیٹی جیا کے علاوہ اور اور کوئی نہیں تھا۔ جبکہ عبیرہ کے شوہر کا انتقال جی بھی ہو گیا تھا جب پریزے چودہ سال کی اور اور شارق بارہ سال کا تھا۔ عبیرہ کے سسر اکمل خان نے ہی ان کو سنبھالا دکھ اور سانحہ بڑا تھا مگر وقت ہر مرہم کا علاج ہے سارے زخم اور گھاؤ بھر دیتا ہے

لیکن اب جو سب سے بڑا مسئلہ منہ پھاڑے کھڑا تھا وہ تھا پرزے کی شادی جو اسکے زیادہ ویٹ کی وجہ سے نہیں ہو پارہی تھی۔۔۔

"عبیرہ بلا وجہ پریشان ہوتی ہو پرزے کوئی اس قدر فرہ بھی نہیں، ماشاء اللہ سے پیاری لگتی ہے کیا کمی ہے پرزے میں بتاؤ مجھے مینجر آف ڈائریکٹر ہے آرٹ گیلری میں ماہر ہے ابھی پچھلے ہفتے ہی اس کی بنائی گئی پینٹنگ کی ایگزیشن ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ سوشل وومن ورکر کی کی فیلڈ سے بھی منسلک ہے اتنی قابل ذہین مکمل ہے ہماری پرزے۔۔۔ جو لوگ آکر یہ کہتے ہیں کہ پرزے کا ویٹ زیادہ ہے وہ ہمارے بیٹے کی جوڑ کی نہیں تو وہ سب بکواس کرتے ہیں فضول گوئی کرتے ہیں۔" سائرہ آہستگی سے عبیرہ کو سمجھانے کی کوشش کر رہی تھیں۔

"مگر سائرہ اس میں غلط بھی تو کچھ نہیں لڑکی کی قابلیت اسکی ذہانت لڑکے والے بعد میں دیکھتے ہیں مگر پہلے تو اس کی شکل اس کی خوبصورتی اسکا سراپا دیکھتے ہیں۔"

"تو کیا ہماری پرزے خوبصورت نہیں ہے؟ میدے جیسی رنگت پر کھڑے نقوش اور سیاہ آنکھیں شگرفی لب، گولڈن سنہری شہد آگیاں بال اور کیا چاہیے تمہیں؟"

"اس پر اسکا موٹاپا۔۔۔ وہ نہیں دیکھتی ہو تم۔" یہ بات انھوں نے کس دل سے کہی وہی جانتی

تھیں۔ مگر حقیقت اور سچائی پر خوش فہمی کا یردہ نہیں ڈال جاسکتا۔

"کوئی موٹا پا نہیں ہے بس۔۔۔ اور زیادہ پریشان ہونے کی قطعی ضرورت نہیں ہے اللہ رب العزت پر بھروسہ رکھو یقیناً کوئی وقت مقرر ہو گا پریزے کی شادی کا بھی جب آئے گا تو پتہ بھی نہیں چلے گا اور جھٹ پٹ شادی ہو جائے گی۔"

"انشاء اللہ" عبیرہ نے ایک ٹھنڈی سانس ہوا میں خارج کی تھی۔

اسی دوران ملازمہ ان دونوں کیلئے چائے کی ٹرالی گھسیٹی ہوئی لے آئی تھیں۔ سائرہ نے خود ہی عبیرہ کیلئے بھی چائے بنائی اور پلیٹ میں کٹلس اور کچھ نمکونکال کر پلیٹ اس کو تھمائی۔ عبیرہ نے چائے کا گرم گھونٹ اپنے حلق میں اتارا۔

"اور بتاؤ جیا کی شادی کی تیاریاں کہاں تک پہنچیں؟" پریزے کی باتوں میں سائرہ کی اکلوتی بیٹی جیا کو بھول گئی جس کی کچھ ہی دنوں میں شادی ہونے والی تھی۔ عبیرہ کو اندر ہی اندر شرمندگی کا احساس ہوا تھا۔

"چل رہی ہے ارے ہاں شادی سے یاد آیا۔" سائرہ نے چائے کا کپ کانچ کی ٹیبل پر رکھ کر یاد آنے پر انھوں نے عبیرہ کو تبسم نگاہوں سے دیکھا تھا۔

"تمہیں ایک بات تو بتانا بھول ہی گئی میری نند ہے ناں فارینہ جو لندن میں رہتی ہے اسکا ایک ہی اکلوتا بیٹا ہے ساحر زئی وہ آجکل میں پاکستان آنے والا ہے فارینہ کی دلی خواہش ہے کہ اسکی شادی

ہمیں اپنے بلاگز (ویب سائٹ) FAMOUS URDU NOVELS, BOOKS BANK

PRIME URDU NOVELS, FREE URDU DIGEST, READING CORNER

کے لئے ناول رائٹرز کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری پوسٹ کروانا چاہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل کریں یا ہمارے گروپ اور چینج پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ یا واٹس ایپ پر بھی کانٹیکٹ کر سکتے ہیں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

یہاں پاکستان میں ہو۔۔۔۔ میں نے فارینہ سے پریزے کا ذکر کیا تھا اس کو تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔۔۔ ساحر آرہا ہے وہ پریزے کو دیکھے گا۔۔۔ اور مجھے سو فیصد یقین ہے کہ ہماری پریزے ساحر کو پسند آجائے گی۔"

"اچھا۔" عبیرہ سائرہ کی بات سن کر بہت خوش ہوئی تھی۔ دل میں امید کے جگنو چمکنے لگے تھے۔۔۔۔

"بالکل۔"

عبیرہ کے چہرے اور آنکھوں کی چمک پر سائرہ کے لبوں پر آسودہ مسکراہٹ کھلی تھی۔ انہوں نے صدقِ دل سے اپنی دل عزیز دوست کیلئے دعا کی تھی۔

"اب تو یہ کٹلس کھالو جو پڑے پڑے ٹھنڈے ہو گئے ہیں اور چائے بھی اپنا رنگ کھو چکی ہے"

"ضرور کھاؤں گی مگر اپنی ملازمہ سے دوسری چائے بناؤ۔" خوشی سے بانچھیں کھلی جارہی تھیں۔

"ابھی بنواتی ہوں۔"

سائرہ ہولے سے مسکرائی تھی اور ملازمہ کو آواز دی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"واٹ۔۔۔ آج پھر۔۔۔" عبیرہ کی اس نئی فرمائش پر منہ کھولے پریزے دیکھتی کی دیکھتی رہ گئی۔۔۔ ہفتے میں تین سے چار رشتے آتے تھے اسکے اور سب کا ایک ہی جواب ہوتا تھا۔۔۔ کچھ ٹائم تو وہ پشمرہ سی دکھی سی ہو جاتی تھی اور دل ہی دل میں حتمی فیصلہ بھی کر لیا کرتی تھی خود کو کنٹرول کر لے گی مگر یہ جذباتیات ایک گھنٹے سے زیادہ نہیں رہتی تھی۔ اسکا موٹو تھا کہ کھاؤ، پیو، عیش کرو اور بھوکے پیٹ نہیں بھر لے پیٹ اس دنیا سے جاؤ۔

"آج تو نہیں مگر ہو سکتا ہے ایک دو دن میں۔"

ڈرائنگ روم میں اکمل خان اور شارق کی نظر سامنے کھلے فل سائز کے ایل ای ڈی کی جانب ضرور ٹکی تھیں مگر انکی سماعت اور دھیان عبیرہ اور پریزے کی جانب تھا۔

"یعنی لڑکے کے ماں باپ نہیں ڈائریکٹ لڑکا مجھے دیکھنے آرہا ہے۔" پریزے نے اس وقت خاصی جذباتی پن کا مظاہرہ کیا تھا۔

"ہاں تو اس میں کیا قباحت ہے؟"

"عبیرہ نے نگاہوں کی زد میں پریزے کو رکھا جس نے بلیک جینز پر ریڈ ایمرائیڈری کرتی زیب تن کر رکھی تھی۔"

"دادا جان آپ سن رہے ہیں آپ مئی کی لاجک۔" وہ تن فن کرتی اکمل خان کے برابر میں دھم سے آکر بیٹھی تھی۔

"ہنی آپ کی کرتی ہیں پورا صوفہ ہلا دیا ابھی میں جھٹکے سے نیچے کو گرتا۔" شارق نے سنجیدگی کی بھرپور ایکٹنگ کرتے ہوئے پریزے کو ہلکا سا رخ موڑ کے دیکھا تھا۔

"تم فی الحال اپنی طوطی بند رکھو ایسا نہ ہوا بھی سچ میں میرے ہاتھوں سے ضائع ہو جاؤ۔" اسکی آنکھوں میں اشتعال غصہ اور ناراضگی کے ملے جلے تاثرات تھے۔

"میرے بچے عبیرہ بہو بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے آخر کیا حرج ہے اگر ساحر تمہیں دیکھنے گھر آ رہا ہے۔" اکمل خان نے نفاست سے سمجھانا چاہا۔ پریزے نے اکمل خان کو پھٹی آنکھوں سے دیکھا۔ "اسکا مطلب ساری کچھڑی تیار ہو چکی ہے اور مجھے کانوں کا خبر بھی نہیں۔" اکمل خان کے اس جملے نے اس کو سب کچھ سمجھا دیا تھا کہ ان لوگوں کے درمیان سب کچھ پہلے سے طے پایا جا چکا ہے۔

"کچھ بھی نہیں ہم تو بریانی کھانے کے جواہر شمنند ہیں وہ بھی تمہاری شادی کی۔" شارق کی رگِ ظرافت ایک بار پھر پھڑکی، جس پر فی الحال پریزے اس کو گھورنے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکی۔ اس کی خاموشی پر عبیرہ اس کے پاس آئیں۔

"میری جان دیکھ تو لو کیا بیتہ یہاں بات بن جائے۔" عبیرہ نے ملائمت سے اسکو دیکھا۔

"انشاء اللہ۔" اکمل خان نے بھی تہہ دل سے اپنی اکلوتی چہیتی پوتی کیلئے دعا کی۔

"یعنی ایک اور تجربہ میرا منتظر ہے۔" عبیرہ اور اکمل خان کے چاہ سے سمجھانے پر اسکا سارا غصہ، اشتعال ٹھنڈا پڑ گیا تھا۔

"تجربہ کامیاب بھی ہو سکتا ہے اور ہو سکتا ہے آنے والے نئے سال میں دو چھوٹے چھوٹے تجربوں کے ساتھ آپ گھر آئیں۔" شارق نے ذو معنی بات نے اس کو پھر سے چھیڑا جسکا مطلب پریزے تو نہیں البتہ اکمل خان اور عبیرہ ضرور سمجھ گئے تھے۔

"ایک دو چھوٹے چھوٹے تجربے۔۔۔۔" وہ منہ میں آہستگی سے بولتی ہوئی نا سمجھی کیفیت میں شارق کو دیکھنے لگی۔۔ ایک دو سیکنڈ کے بعد اس کو یہ تجربے والی کہانی سمجھ آئی تو شارق کو خونخوار نظروں سے گھورتی اپنے سارے نوکیلے پنچے کھڑے کیئے کھڑی ہوئی شارق جو اسکی جانب سے پہلے ہی کسی کاروائی کا منتظر تھا تیزی سے اٹھ کر بھاگا تھا۔

شارق چنتا چلاتا بھاگا۔ اور اس کے پیچھے پریزے 'رکور کو' کہتی ہوئی۔

"اس لڑکی کا بچپنا نہیں جائے گا۔" عبیرہ نے ہلکے سے مسکراتے ہوئے کہا۔

یہ بھی ایک بہت بڑا معرکا تھا پریزے کو راضی کرنے کا جس میں عبیرہ کامیاب ٹھہریں۔

"کب تک آجائے گا وہ لڑکا؟" اکمل خان نے نہایت یرجوش لہجے میں پوچھا تھا۔

"سائرہ سے بات ہوئی تھی شاید کل۔"

"او۔۔۔۔۔" وہ پرسوج نگاہوں سے ٹی وی کی اسکرین کو دیکھنے لگے تھے۔

"آپ آج رات کے ڈنر میں کیا لیں گے باباجان؟"

"کچھ بھی بنالو مگر ساتھ میٹھا ضرور بنانا۔" انھوں نے ریموٹ اٹھالیا تھا اور کوئی اور نیوز چینل سرچ کرنے لگے تھے۔

"باباجان آپ جتنے شوق سے میٹھا بنواتے ہیں آپ تو کم پریزے ہی پورا کھا لیتی ہے۔"

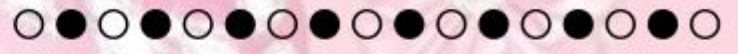
"بری بات بیٹا مت ٹوکا کرو۔ کسی کے باپ کا نہیں اپنے نصیب کا کھارہی ہے۔" اکمل خان نے تیزی سے ٹوکا تھا۔

"آپ کا کہنا بالکل درست ہے باباجان مگر پریزے کا ویٹ مسلسل بڑھ رہا ہے۔" عبیرہ کو یہی فکر کسی دیمک کی طرح کھائے جا رہی تھی۔

"کچھ نہیں ہوتا تمہاری ساری فکریں ساری سوچیں لامعنی ہیں۔ اب ان سب سے باہر نکلو اور پریزے کو اسکی زندگی مست ہو کر جینے دو۔" اکمل خان دانستہ ہلکے پھلے لہجے میں کہتے ہوئے کھڑے ہو گئے۔

"میں ذرا باہر جا رہا ہوں۔"

عبیرہ بھی ایک گہری سانس لیتی ہوئی کھڑی ہو گئی ان کا رخ اب کچن کی جانب تھا۔



بالآخر وہ دن بھی آپہنچا جس کا عبیرہ کو بڑی بے تابی سے بڑی بے صبری سے شدت سے انتظار تھا۔
سائرہ کے ہمراہ آج شام ساحر زئی کو آنا تھا۔ انھوں نے اچھے خاصے ناشتے کا انتظام کر لیا تھا۔ پھر وہ
پریزے کے روم میں گئیں اور پوری وارڈروب کھنگال لی جہاں تقریباً جینز، شارٹ، کرتیاں لانگ ٹی
شرٹس رکھی ہوئیں تھیں۔

"ایک بھی ڈھنگ کا سوٹ نہیں ہے اسکے لڑکی کے پاس۔" ٹینشن اور ڈپریشن میں ان کے
اعصاب جھنجھلانے لگے تھے، عبیرہ چاہتی تھی کہ آج پریزے سب سے خوبصورت سب سے
حسین دکھے کہ ساحر زئی کو پہلی ہی نظر میں نہ صرف وہ پسند آجائے بلکہ شادی کیلئے ہاں بھی کہہ
دے۔

"ممی!" اپنے بیڈ روم میں قدم رکھتے ہی اسکی نگاہ سب سے پہلے اپنے وارڈروب سے نکلے کپڑوں پر
پڑی۔

جو عبیرہ نے سارے نکال کر بیڈ پر پھیلا رکھے تھے۔

"ممی یہ سب کیا کر رہی ہیں آپ؟" پریزے صدماتی لہجے میں بولی تھی۔

"تمہارے شام میں پہننے کیلئے کپڑے نکال رہی ہوں۔" انکی نگاہیں ابھی بھی بکھرے کپڑوں پر تھیں۔

"مگر کیوں۔۔۔" وہ جھنجھلائی ہوئی اپنے کپڑوں کو سائیڈ میں کرتی بیڈ پر بیٹھی تھی۔

"کیونکہ میری جان آج ساحر زئی آرہا ہے تمہیں دیکھنے۔۔۔"

"اب یہ ساحر زئی کیا بلا ہے؟" پریزے کے اعصاب میں ابھی بھی جھنجھلاہٹ سی ہو رہی تھی۔
عبیرہ کا پہلی بجھواتا لہجہ اسکی سمجھ سے باہر تھا۔

"پریزے بتایا تو تھا کہ سائرہ کی نند کا بیٹا جو لندن میں رہتا ہے۔"

"اوہ۔۔۔! اسکے سارے کھینچے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے تھے۔۔۔" اور آپ چاہتی ہیں کہ میں تیار شیار ہو کر اس لندن پلٹ کے سامنے جاؤں۔

"ہاں بالکل۔۔۔" لہجے میں مصروفیت تھی۔ بلاخر بڑی محنت کے بعد ایک سوٹ ہاتھ لگ ہی گیا تھا،

وائٹ شاپر میں پیک ایک سوٹ جسے شاید پریزے نے کھول کے بھی نہیں دیکھا تھا۔ فیروز کی کلر کی

شیفون کی گھیر دار فراک جس پر بلیو دھاگے سے لائٹ سی کڑھائی ہوئی تھی۔۔۔ شیفون کے

دوپٹے کے چاروں طرف اپلک لگی ہوئی تھی۔ عبیرہ کو یاد آیا انھوں نے پریزے کی سالگرہ پر یہ

فراک گفٹ کی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ پریزے ایسے کپڑے نہیں پہنتی۔ مگر عبیرہ نے کہا کچھ چینج

کر و اور یہ پہنو تم پر بہت اچھی لگے گی۔ اس وقت تو پریزے نے ناک منہ چڑھا کے ہامی بھر دی مگر بعد میں بات آئی گئی ہو گئی۔

"پریزے یہ پہنو آج تم۔۔" عبیرہ نے فراک کو ستائشی نظروں سے دیکھا اور پوری فراک کھول کے اسکے سامنے کر دی۔

"نہ ہی تو مجھے یہ پہننا ہے اور نہ ہی کسی ساحر زئی کے سامنے جانا ہے پہلے لڑکے والے آتے تھے وہ مجھے ریجیکٹ کر کے جاتے تھے اب لڑکا خود آئے گا مجھے دیکھنے اور وہ ریجیکٹ کر کے جائے گا۔" اس کے لہجے میں دبا سا غصہ ہلکورے کھانے لگا۔ وہ صحیح معنوں میں اپنی نمائش سے تنگ آ گئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مہمان آگئے تھے جنھیں ڈرائنگ روم میں بیٹھا دیا گیا تھا، سائرہ نے شارق سے عبیرہ اور پریزے کا پوچھا تو شارق نے ڈرنے کی ناکام ایکٹنگ کرتے ہوئے دونوں کانوں کو ہاتھ سے پکڑا، اسکی حرکت دیکھ کر سائرہ ہلکے سے ہنسی تھی بلکہ سب کچھ سمجھ بھی گئیں تھیں۔۔۔۔

جتنی محنت و مشقت، منت سماجت سے سائرہ اور عبیرہ پریزے کو ڈرائنگ روم میں لائی تھیں انکا گردہ ہی جانتا تھا بڑی مشکل سے اسکو منایا ہے جب جا کر وہ انکے ہمراہ ڈرائنگ روم میں آئی تھیں۔ منہ پھلائے سرو آنکھوں کو جھکائے وہ ساحر زئی کے بالکل سامنے بیٹھی تھیں۔ ناشتے کا دور چلا تھا،

ملازمہ کانچ کی ٹرائی گھسیٹ کے یہاں کے آئی تھیں۔ سائرہ نے پلیٹ میں کچھ شامی کباب اور چپس رکھ کے پہلے اکمل خان کو پلیٹ پکڑائی پھر ساحر زئی کو۔ ڈرائنگ روم کے پر فضا ماحول میں خاموشی کا راج تھا جس میں کبھی کبھی اکمل خان اور ساحر زئی کی آواز گو نجی تو کبھی سائرہ اور عبیرہ کچھ ڈسکس کر رہی ہوتیں۔ اس وقت کوئی بھی یہ ظاہر نہیں کر رہا تھا کہ ساحر زئی پریزے کو دیکھنے آیا ہے۔ ان سب کے درمیان ایک نفوس جو چپ چاپ بیٹھا اپنی خاموش دھڑکتی دھڑکنیں گن رہا تھا۔ وہ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں پیوست کیے مروڑ رہی تھی۔ ساحر زئی کی گھمبیر آواز وقفے وقفے سے اسکے کانوں میں پڑ رہی تھی۔۔۔۔۔

"اتنی خوبصورت اور ساحرانہ آواز والے کو دیکھنا تو چاہیے کہ اس جادوئی آواز کا مالک کون ہے۔" جھجھکتے ہوئے اس نے نگاہ اوپر کو اٹھائیں تو جیسے پل بھر کو دھڑکنا ہی بھول گئیں ہو۔

ہینڈ سم، ڈیشنگ، صاف شفاف سفید رنگت، خوبصورت چہرے کے نقوش پر سیاہ گھنی مونچھوں تلے گداز لبوں کا جوڑا، بڑی بڑی آنکھیں جب اکمل خان کے کسی سوال پر اوپر کو اٹھتی ہیں تو آنکھوں کی چمک سے ظاہر ہوتا تھا کہ انکارنگ گرے ہے۔

پریزے کو وہ متاثر کن شخصیت کا حامل ساحر زئی پہلی نظر میں پسند آ گیا تھا جس کے بیٹھنے اور بات کرنے کے اسٹائل میں نہایت وقار تھا۔ پریزے نے جانے کیوں ہلکے سے مسکراتے ہوئے سر کو خم

کر لیا تھا اندر سے دل نے ایک گواہی دے دی تھی کہ یہی وہ شخص ہے جو تمہاری زندگی کو مکمل کر سکتا ہے۔

"ہنی بیٹا۔۔۔!" سائرہ نے دھیرے سے پکارا تھا۔

"جی سائرہ آنٹی۔" پریز نے رخ موڑ کر سائیڈ والے صوفے پر بیٹھی سائرہ کو دیکھا۔

"بیٹا ساحر کو اپنی پینٹنگز دکھاؤ۔۔۔" انھوں نے ہلکے سے مسکراتے ہوئے پریز کو ساحر زئی کو دیکھا جو اپنے نام پر پریز کو دیکھنے لگا۔

"ساحر پتہ ہے پریز آرٹ کونسل میں فرسٹ پرائز ڈرہ چکی ہے۔ ابھی پچھلے ہی ہفتے پریز کی پینٹنگز کی ایگزیشن ہوئی ہے جس میں کافی سراہا گیا ہے پریز کی صلاحیتوں کو۔" سائرہ کی باتوں پر ساحر زئی پڑی دلچسپ نگاہوں سے پریز کو دیکھا تھا۔

ساحر زئی نے ہاتھ میں پکڑی پلیٹ واپس کانچ کی ٹیبل پر رکھ دی۔

"ویری نائس پھر تو ضرور دیکھنی چاہیے۔"

"ہاں ہاں کیوں نہیں ضرور۔۔۔ جاؤ ہنی۔۔۔" سائرہ نے فوراً کہا۔

پریز نے ساحر کو اپنے اس روم میں لے آئی جہاں اس نے اپنی پینٹنگز سجا کے رکھی تھیں۔ بلکہ یہ

روم اس نے اسی کام کیلئے مخصوص کر رکھا تھا۔ ساحر زئی نے چاروں طرف نظریں گھمائیں تھیں۔

بڑا سا خوبصورت روم روشن ہو رہا تھا۔ بے بی پنک کے کلر اسکیم دیواروں پر جگہ جگہ چھوٹی بڑی ہر سائز کی پینٹنگز سجی ہوئی تھیں۔ ساتھ مختلف رنگوں سے بہت سی چیزوں کی نقش نگاری بھی کی گئی تھی۔ سینٹر میں ٹیبل کرسی کا سیٹ رکھا تھا۔ ٹیبل پر کلر ٹرے، برشز مہنگے ترین کلرز ٹیوب رکھے تھے کچھ میگزین بھی رکھے تھے۔ دو تین کینوس بھی وہیں رکھے تھے۔ کسی ایک کینوس پر کوئی پینٹنگ بھی بنائی جا رہی تھی۔ جیسے ادھورا چھوڑا گیا تھا۔ بلاشبہ وہ بہت صلاحیتوں کی حامل ہوگی۔ وہ دل سے سراپے بنا نہیں رہ سکا تھا۔ چاروں طرف سے گھومتی نظریں اس وجود پر آٹھہریں جس کے لیے وہ بیالخصوص یہاں آیا تھا۔

ساحر زئی کے چہرے پر سنجیدگی کے واضح رنگ ابھرنے لگے سیاہ گھنی مونچھوں تلے عنابی لب بھینچے ہوئے تھے۔ سوچوں کا محور لفظوں کی ترتیب دینے کے تانے بانے بن رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ پریزے کو نہ تو

اندھیرے میں رکھنا چاہتا تھا نہ ہی کسی آسرے پر۔۔۔ اس لیے ہر بات واضح کرنا چاہتا تھا پھر آگے جو ہو گا دیکھا جائے گا۔

"پریزے۔۔۔" ساحر زئی نے ہلکے سے پکارا

"جی۔۔۔۔۔"

جانے آج کیا ہوا تھا اسکو دل یوں دھڑک رہا تھا جیسے پسلیاں توڑ کر سینے سے باہر آجائے گا۔
"مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔۔۔" وہ کہہ کر کچھ دیر کو رکا۔۔۔

"دیکھیے میں ایک اصول پسند شخص ہوں یوں کہنا زیادہ آسان ہو گا کہ میری زندگی ہی ایک ٹائم ٹیبل ہے، ٹائم پر اٹھنا، ٹائم پر سونا، ٹائم پر ہر ایک کام کو کرنا۔۔۔ اپنی لائف کا ہر فیصلہ میں نے خود کیا ہے۔۔۔ میں کبھی بھی ناکام نہیں رہا کامیابی کی آخری حد تک میری پہنچ ہے۔۔۔ میری ہر منزل میرے قدموں تلے ہے۔۔۔ لیکن۔۔۔"

ساحر زئی اپنی زندگی کے بارے میں اسکو بتا رہا تھا پریزے کو بہت اچھا لگ رہا تھا۔ مگر اس کے لہجے میں موجود سنجیدگی کی سنگینی کا بھی شدت سے احساس ہوا تھا،
"لیکن یہ میرا فیصلہ نہیں ہے"

"کون سا" پریزے نے بے ساختہ انداز سے کہا تھا

"یہی کہ آپ کو بیالخصوص یہاں دیکھنے آنے کا۔۔۔ دیکھیے یہاں آنے میں مجھے کوئی انٹرسٹ نہیں تھا۔ سائرہ آنٹی اور موم کے بے حد اسرار پر میں یہاں آیا ہوں"

وہ تو کہہ رہا تھا مگر اس کے ایک ایک حرف پر پریزے کے چہرے پر تاریکی سی چھا رہی تھی اندر باہر سناٹا سا چھا گیا تھا۔۔۔

" بات دراصل یہ ہے کہ میں لندن میں ہی اپنی کو لیگ عشل کو پسند کرتا ہوں مگر موم کو وہ بالکل پسند نہیں۔۔۔

وہ چاہتی ہیں کہ میری شادی پاکستان کی لڑکی سے ہو۔۔۔۔۔ اب آپ ہی بتائیے کیا یہ آپ کے ساتھ میرے ساتھ نا انصافی نہیں ہے " کچھ توقف کے بعد ساحر زئی نے پریزے کی محویت کو محسوس کر کے اس کی چمکتی کالی آنکھوں میں بغور دیکھا تھا، ساحر زئی کو دیکھ کر اس کے دل میں ایک موہوم سی خوشی کی امید اجاگر ہوئی تھی اس نے سوچا کہ ہمارے یہاں تو لڑکے والے لڑکیوں کو بھیڑ بکری سمجھتے ہیں دیکھنے آتے ہیں پیٹ بھر کر ناشتہ کرتے ہیں اور پھر بڑی آسانی سے یہ کہہ کر رخصت ہو جاتے ہیں کہ آپکی بیٹی کا جوڑ ہمارے بیٹے کے ساتھ ٹھیک نہیں رہے گا۔۔۔ ہمارے بیٹے کے آگے یہ موٹی لگے گی۔۔۔ بلکہ کچھ لوگ تو ایسے بھی ہوتے تھے جو اپنے مفید مشوروں سے نوازنا احسان سمجھتے تھے۔۔۔۔۔ کہ اسکو یوگا کرواؤ جم بھیجو، ایکسرسائز کرے وغیرہ وغیرہ، اور جو لوگ یہ بول کر جاتے کی کھانا کم کھایا کرے میٹھا چھوڑ دے تو پریزے پہلے اداس و غمگین ہو جاتی مگر کچھ ہی دیر بعد وہ ڈٹ کے میٹھا کھا رہی ہوتی تھی۔۔۔۔۔

ساحر زئی کا مسئلہ بھلے ہی الگ ہو وہ لندن پلٹ تھا تو سوچا کہ باہر سے آیا ہے اسکو بھلا لڑکی کے موٹا تیلے ہونے سے کیا سروکار کیونکہ باہر ممالک کا ماحول ہی مختلف تھا، مگر اسکا تو ارادہ بھی کچھ اور ہی

تھا۔۔۔ اور اس سے پہلے کہ ہر دفعہ کی طرح پھر سے ریجیکٹ کر دی جائے اور کوئی لڑکا اسکو ریجکٹ کرے میں ہی سب کے سامنے جا کر اس شادی کیلئے انکار کر دیتی ہوں۔۔۔۔ میری سیلف ریسیکٹ میری ایگو مجھے بہت عزیز ہے۔۔۔۔۔ اس کی سوچیں تلخ ہونے لگی تھیں۔۔ اس بار وہ اپنے ساتھ نا انصافی نہیں ہونے دے گی، بغیر ساحر زئی کو کچھ بولے اسکو دیکھے وہاں سے نکلتی چلی گئی تھی، ساحر زئی اس کی خاموشی کو سمجھ نہیں سکا مگر اس گھمبیر خاموشی کو جاننے کیلئے وہ اس کے پیچھے ضرور تیزی سے گیا تھا،

" یہ لڑکا ڈھونڈا ہے آپ نے میرے لئے۔۔۔۔ "

ڈرائنگ روم کی ہلکی سی خاموشی میں پریزے کی تلخی سے بھرپور آواز گونجی تھی،

ڈرائنگ روم کے ہر نفوس نے پریزے کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

" کہاں سے آپ لوگوں کو وہ گھونچو میرے پرفیکٹ لگتا ہے کسی اینگل سے وہ میرے معیار پر پورا

اترتا ہے۔۔۔۔۔ ون پرسنٹ بھی وہ میرے میرے مزاج جیسا نہیں۔۔۔۔ میری عادت و اطوار

میرے خیالات سے بالکل الگ ہے وہ۔۔۔۔ اس لئے مجھے اس بندے سے شادی نہیں کرنی۔۔۔۔ "

سائرہ اور عبیرہ دونوں ایک ساتھ کھڑی ہوئی تھیں۔۔۔۔۔ پریزے کا تلخی میں ڈوبا لہجہ زبان سے نکلتے

انگاروں نے چند لمحوں کیلئے ان دونوں کی قوت گویائی سلب کر دی تھی، شرمندگیوں میں دوچند

اضافہ تو تب ہوا جب ان دونوں کی نظریں پریزے کے پیچھے کھڑے ساحر زئی پر پڑی تھی، ساحر زئی تو خود ہنق دق چہرہ لئیے پریزے کو تک رہا تھا،

مگر عبیرہ کو ماحول کی کثافت کاشت سے احساس ہوا تھا، وہ بے اختیار اس کے پاس آئی تھیں، اور ہلکے سے اس کے بازو کو جھٹکا دیا تھا۔۔۔

"تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا ہے جو منہ میں آرہا ہے بولے جارہی ہو" عبیرہ کے لہجے میں دبا دبا سا غصہ ہلکورے لے رہا تھا،

سوالیہ نظریں تو اکمل خان اور شارق کی بھی تھیں جو اس پر اٹھیں ہوئی تھیں، میں کچھ غلط نہیں کہہ رہی اور اب مجھ سے اس بارے میں کوئی سوال نہیں کرے گا۔

پریزے بغیر کسی کی طرف دیکھے وہاں سے ہٹتی چلی گئی تھی،

"ہنی بات سنو میری۔۔۔" عبیرہ کو اسکا انداز کافی گراں گزرا تھا ناگوار نظروں سے اسکو دیکھتی وہ اس کے پیچھے جانے لگی تھیں۔

"عبیرہ۔۔۔"

اکمل خان نے ہولے سے مگر سنجیدہ لہجے میں پکارا تھا، عبیرہ نے پلٹ کر اکمل خان کو دیکھا، اکمل

خان نے عبیرہ کو دیکھنے کے بعد سائرہ کو دیکھا اور ایک گہری سانس لی،

" سائرہ بیٹی ہم آپ سے اور ساحر بیٹے سے معذرت خواں ہیں زبردستی کی بنیاد پر کوئی بھی رشتہ استوار کرنا بہت سی مشکلات سے دوچار کرتا ہے۔۔۔۔۔ ہماری ہنی کو یہ رشتہ منظور نہیں تو یقیناً کوئی وجہ رہی ہوگی "

" لیکن بابا جان چند ہی لمحوں میں بھلا منع کرنے کی کیا وجہ رہی ہوگی۔۔۔۔۔ " عبیرہ کو اکمل خان کی منطق ہی نرالی لگی۔۔

" انکل پلیز آپ معذرت کر کے مجھے شرمندہ نہ کریں آپ ہم سے بڑے ہیں زیادہ سمجھ بوجھ، عقل و شعور کے حامل ہیں۔۔۔۔۔ " سائرہ کو بالکل اچھا نہیں لگا تھا کہ اکمل خان اس اس طرح بات کریں۔

" بہر کیف اس چیپٹر کو کلوز کر دیا جائے۔۔۔۔۔ " اکمل خان سنجیدگی سے کہتے ہوئے صوفے سے کھڑے ہو گئے اور آگے سے کوئی بھی لفظ کہے بغیر اپنے کمرے میں بڑھ گئے۔۔۔۔۔

" سائرہ میں بات کرونگی ہنی سے "

" کسی قسم کی کوئی زبردستی یا سختی مت کرنا۔۔ فی الحال ریلیکس رہو آگے دیکھتے ہیں کیا ہو گا۔۔۔۔۔ "

سائرہ نے نہایت نفیس لہجے میں عبیرہ کو سمجھانا چاہا تھا۔۔۔۔۔ حالانکہ ان کی عقل بھی حیران تھی کہ پل بھر میں یہ ہو گیا تو کیوں ہوا، تذبذب کا شکار تو وہ بھی تھیں مگر فی الحال حالات کو کنٹرول کرنا ہی

بہتر ہے،

" چلیں ساحر۔۔۔ " انہوں نے ساحر زئی کو دیکھا جو اس سب کے دوران خاموش تماشا شائی بناسب دیکھ اور سن رہا تھا،

" جی سائرہ پھپھو۔۔۔ " ساحر زئی نے ہلکے سے چونکتے مگر نظریں چراتے ہوئے جواب دیا، اور اس کی آنکھوں نظروں کے چرانے کو عبیرہ اور سائرہ نے مایوسی سے تشبیہ دی۔۔۔ ان لوگوں کے جانے کے بعد عبیرہ نے اک سرد آہ سنجیدہ ماحول سپرد کی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دوسرے دن پریزے کی وہی روٹین اس کے لاپرواہ بے فکر انداز سے تو یہی ظاہر ہوا کہ جیسے کل کچھ ہوا ہی نہیں، چہرے پر لہجے میں کل کی باتوں کا معمولی سا بھی شائبہ تک نہیں تھا، " آج رات ہوٹل میں ہمارے ملک کے وزیراعظم کی بیٹی کی نواسی کی انگلیجمنٹ سرمٰنی ہے باس نے ساری ذمہ داری میری لگائی گئی ہے ہوٹل کے ہال کو اچھے سے ڈیکوریٹ کرنا ہے " " آج تو بہت کام ہے۔۔۔ می شاید مجھے دیر ہو جائے آنے میں " لاپرواہی سے گویا ہوتی وہ رات کے کیک سے بھرپور انصاف کر رہی تھی

چاہے کوئی مرے یا جیئے قیامت آجائے کچھ بھی ہو مگر پریزے کا کھانا پینا ایک طرف۔۔۔ اکمل خان تو اپنی چہتی لاڈلی یوتی کو دل و جان اور جاں نثار نظروں سے تک رہے تھے۔۔۔ جبکہ عبیرہ کے

انداز میں برہمی تھی آنکھوں میں ناراضی اور اشتعال تھا۔۔۔ وہ کل سے ٹینشن اور ڈپریشن میں گھلی
جاری تھیں اور ایک پریزے ہے جسے کھانے سے ہی فرصت نہیں تھی۔

"بہت مزے کا کیک ہے اور چاکلیٹ کیک تو میرا فیورٹ ہے" کیک کا ایک بڑا بائٹ کھا کر انگلیاں
چاٹنے لگی۔

"کون لایا ہے"

"سائرہ آنٹی۔۔۔" شارق نے تیزی سے کہا وہ خود بھی اس کی لاپرواہی اور بے فکری کے تاثرات
دیکھ رہا تھا، حیرانگی اس کی نگاہوں میں بھی تھی وہ بھی جاننا چاہتا تھا آخر اس کے اندر کیا چل رہا ہے
"سائرہ آنٹی کا جواب نہیں وہ جانتی تھیں کہ مجھے چاکلیٹ کیک کتنا پسند ہے" سرسری انداز میں
کہتی ہوئی کیک پر سے چاکلیٹ کا ایک بڑا سا حصہ اٹھا کر منہ میں رکھ لیا۔۔۔

"ہنی" اس سے پہلے کہ عبیرہ کے صبر و ضبطان کی برداشت جواب دے جاتی انھوں نے کچھ بولنا
ہی چاہا کہ اکمل خان نے عبیرہ کو ہلکے سے ٹوک دیا۔۔۔ تو وہ چپ ہو کر بے بس نگاہوں سے اکمل خان
کو تنکے لگی تھیں

"جی می بولیں" پریزے نے عبیرہ کو دیکھا

"ہنی آپ بس کر دیں آپکو ہوٹل جانے کے لیے دیر نہیں ہو رہی یا آپ وزیراعظم کی بیٹی کی نواسی کے فون کا انتظار کر رہی ہیں" شارق بیساختہ ہلکے پھلکے لہجے میں طنز و مزاح کر گیا،

"اوہ۔۔۔۔۔" پریزے نے اپنے سر پر ہاتھ مارا۔۔۔ "میں تو بھول ہی گئی"

"جی کھانے پینے کی چیزوں کے آگے آپکو کچھ یاد نہیں رہتا" شارق مسکراتے ہوئے سامنے رکھے اس کے کیک پر چوٹ کر گیا تھا۔

"شٹ اپ اپنی فکر کرو تم" اور پریزے ٹیبل پر سے اپنا فون گاڑی کی چابی اور ہینڈ بیگ اٹھاتے وہاں سے تیزی سے نکل گئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہوٹل کو بہت خوبصورت اور شاندار طریقے سے ڈیکوریٹ کیا گیا تھا ہر طرف ہر قسم کے گلاب کے پھول، مرکری وائٹ بلب کی تیز روشنی میں ہر شے چمک دمک رہی تھی واقعی لگ رہا تھا کہ کسی مشہور و بڑے بندے کی بیٹی کی شادی ہے، انواع اقسام کی بہت سی ڈشز رکھی گئی تھیں۔ چائنا فوڈ اٹالین فوڈ کانشینل فوڈ، ہر فلیور کی مزیدار ٹھنڈی آئس کریم، کولڈ ڈرنک، میٹھے میں کوئی بیس قسم کی تو سویٹ ڈش رکھی گئی تھیں یعنی ہر شخص کی پسند ناپسند کا خاص خیال رکھا گیا تھا۔ جس کی جو مرضی چاہیے نوش فرمائے۔۔۔

گولڈن فینسی جینز پر رائل بلیو خوبصورت سی قیمتی کرتی زیب تن کیے پریزے ہوٹل کی آرائش
وزیبا نش دیکھ رہی تھی، کہیں کوئی کمی بیشی نہیں تھی ہر شخص نے ہوٹل کی ڈیکوریشن اسٹائل کو
سرا ہا تھا، تعریفی کلمات سن سن کر پریزے کا سر مزید فخر سے بلند ہوا جا رہا تھا۔ کیونکہ یہ سب اسی
نے تو پلان کیا تھا اور اس کے باس انکا تو پوچھو ہی نہیں، تفاخر سے تو ان کا بھی سینہ پھولے نہیں سمارھا
تھا آخر کو ہوٹل جو بزنس کر رہا تھا وارے نیارے ہو رہے تھے ان کے ہوٹل کے۔

کھلے کھلے جارہے تھے۔۔۔۔۔ ہر شخص اپنی جگہ خوش گپوں میں مصروف تھا، کسی کی دلکش ہسی، تو
کسی کا لہجہ، قہقہہ خوشی میں ڈوبا ہوا تھا، پریزے اس وقت بھی کسی مہمان خاتون سے تعریفیں سمیٹ
رہی تھی، لائٹ سے پنک میک اپ اور ہلکی سی جیولری میں اسکی میدے جیسی رنگت گلو شکارے
مارہی تھی۔

"ہیلو۔۔۔۔۔"

کسی کی بھاری و گھمبیر آواز نے اس کی ساری توجہ سمیٹ لی تھی، مقابل کو دیکھ کر اس کے شکر فی
لبوں کی مسکراہٹ لبوں کی تراش میں ہی دم توڑ گئی تھی، سیاہ نین کی لشکارے مارتی چمک دمک مدھم
پڑ گئی تھی، نگاہوں کے سامنے ساحر زئی بلیک ڈنر سوٹ میں اپنی تمام تر وجاہت سمیت کھڑا اسی کو
دیکھ رہا تھا، اور ساتھ میں کوئی بڑی پیاری سی نازک اندام حسینہ اس کے بازو میں اپنا ہاتھ ڈالے

کھڑی مسکرا رہی تھی، جس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں نکلتی کہ وہ یقیناً وہی لڑکی ہے جیسے ساحر
زنی پسند کرتا ہے جس سے شادی کرنا چاہتا ہے۔۔۔۔

"کیسی ہیں آپ"

پریزے کی خاموشی پر ساحر زنی نے پھر اس کو مخاطب کیا تھا۔ جس پر پریزے ہلکے سے بوکھلائی تھی
مگر لمحوں میں خود کو سنبھال بھی لیا تھا، اور خود کو سرزنش کرنے لگی تھی اس لیے ساحر زنی کو
مطمئن کرنے کیلئے اپنے سر کو خفیف سی جنبش دی تھی۔۔۔

"میں بہت دیر سے تم کو دیکھ رہا تھا"

"آپ" سے "تم" تک آنے میں اس نے لمحہ بھی نہیں لگایا تھا۔۔۔۔ جو پریزے کو خاصا ناگوار لگا
تھا،

"اوہ سوری کیا میں آپ کو تم سے مخاطب کر سکتا ہوں۔۔۔ دیکھئے کل جو ہوا میں اسکو دہرانا نہیں
چاہتا"

"تو پھر کیا چاہتے ہو تم" پریزے کے لہجے میں برہمی کے ساتھ ساتھ سیاہ نین میں بے زاری بھی
تھی۔۔۔

"فرینڈ شپ۔۔۔۔"

"آئی تھنک فرینڈ شپ میں کوئی مضائقہ بھی نہیں ہے"

ساحر زئی کے پہلو میں کھڑی اس لڑکی نے بے ساختہ کہا تھا اس کے انداز سے صاف ظاہر تھا کی ساحر زئی نے اسکو ہر بات سے باخبر رکھا ہوا تھا۔

"پریزے یہ عشل ہے"

ساحر زئی کے اس ایک جملے نے اسکو سب کچھ سمجھا دیا تھا، پریزے نے بغور عشل کو اوپر سے نیچے تک دیکھا تھا، نہایت ہی دہلی پتلی سی بلیک کلر کی سلک کی لائٹ ایمبرائڈری فل میکسی میں ملبوس عشل اسکو ایک آنکھ نہ بھائی تھی بلکہ اسکو دیکھ کر اندر ہی اندر ایک جلن حسد سی ہونے لگی تھی۔۔۔ پتہ نہیں اس سوکھی سڑی میں ایسا کیا ہے جو ساحر زئی اس پر فریفتہ ہے دل و جان سے۔ پریزے کی سوچوں میں زہر سا گھلنے لگا تھا، پہلی بار اس کے دل میں کوئی صورت بسی تھی اس کی آنکھوں کو کوئی چہرہ بھایا تھا، وہ بھی پر ایا نکلا،

"میں اور عشل ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔۔۔"

ساحر زئی کے لہجے میں چاہے جانے کا زعم تھا آنکھوں میں محبتوں کی چمک دمک تھی خوشیوں کی برات تھی۔۔۔ پریزے کے اندر چھن کر کے کچھ ٹوٹا تھا کتنے ہی لمحوں تک تو وہ بول ہی نہیں سکی

تھی، مگر اسکو خود کو سنبھالنا ہے خود کو ظاہر کرنے کا مطلب تھا اپنی سیلف ریسپیکٹ کھونا، جو کہ وہ
قطعی برداشت نہیں کر سکے گی

" بہت اچھا لگا تم سے مل کر " وہ ہلکے پھلکے لہجے میں گویا ہوئی تھی۔۔۔۔

" تو کیا میں مان لوں ہم بہت اچھے دوست ہیں آج سے "

" اوکے ڈن۔۔۔۔۔ " پریزے نے دوستی کا بڑھا ہاتھ ساحر زئی کا تھام لیا تھا عشل نے بھی اپنا نازک

مرمریں سا ہاتھ بڑھا دیا۔۔۔ جسے پریزے نے زبردستی کی مسکراہٹ سمیت تمام لیا تھا۔

" ویسے تم لوگ یہاں کیسے " ان کی یہاں موجودگی پریزے کو ابھی بھی سمجھ نہیں آئی تھی۔

" یہ تقریب جن لوگوں کی ہے ان سے ہمارے فیملی ٹرمز ہیں مصروفیت کی وجہ سے موم ڈیڈ تو نہیں

شرکت کر سکے اسلئے مجھے آنا پڑا اور پھر ساحر بھی آیا ہوا ہے تو اور بھی مجھے دکت نہیں لگی " عشل

نے صاف گوئی سے کہا۔۔۔

" پریزے ہر کوئی اس ہوٹل کی ڈیکوریٹ کی تعریف کر رہا ہے واقعی یو آر سو جینیس۔۔۔ " عشل

نے کھلے لہجے میں دل سے تعریف کی تھی، جس پر پریزے نے ہلکا سا سر خم کیا تھا،

سائرہ کی بیٹی جیا کی شادی سٹارٹ ہو جاتی ہے ساحر زئی چونکہ سائرہ کے گھر ہی قیام پذیر

تھا۔۔۔۔۔ عیش بھی یہیں آگئی تھی سائرہ کے گھر میں، عبیرہ بھی دن بھر میں کئی بار یہاں کے چکر

لگاتی ہیں، ساحر زئی کا عیش میں انٹر سٹ دیکھ کر عبیرہ اور سائرہ دونوں سمجھ جاتی ہیں کہ اس دن کیا

ہوا ہو گا۔۔۔۔۔ پریزے کا اچانک سے آکر بھڑکنا غصہ کرنا، ناراضگی اور اشتعال کے ملے جلے

تاثرات نے ان دونوں کو سب کچھ سمجھا دیا تھا۔

"ہنی یہی چاہتی تھی کہ کوئی لڑکا اسکو ریجکٹ نہ کرے اسلئے ساحر زئی کے منع کرنے سے پہلے ہی اس

نے خود اس رشتے کیلئے انکار کر دیا" عبیرہ کا گلوگیر لہجہ سائرہ کو بھی دکھی کر گیا تھا،

"ٹھیک کہتی ہو عبیرہ اور عیش کی یہاں موجودگی ہی سب سے بڑا ثبوت ہے لیکن فارینہ بھابھی اس

رشتے کیلئے راضی نہیں ہیں"

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے عبیرہ۔۔۔۔۔ اس سے بڑھ کر اور سچ کیا ہو گا کہ وہ دونوں یہاں ایک

ساتھ ہیں اور پھر مجھے کسی سے کوئی شکوہ گلہ نہیں ہمیں بچوں کی خوشیوں کو پہلے امپورٹنٹ دینی

چاہیے رہا ہنی کا سوال تو انشاء اللہ اسکا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا"

"انشاء اللہ۔۔۔۔۔" سائرہ نے صدق دل سے کہا دعا کی

"یہ سب چھوڑو جیا بیٹی کی شادی ہے اسلئے فل انجوائے کرنا ہے"

"سائرہ پھپھو۔۔۔"

اسی اثناء میں سامنے سے ساحر زئی اور عشل چلے آرہے تھے، سائرہ نے دونوں کو دیکھا
"میں عشل کو شاپنگ کروانے لے جا رہا ہوں جیا کی شادی میں پہننے کے لیے کوئی اچھا سا ڈریس نہیں
ہے اس کے پاس۔۔۔"

"ٹھیک ہے بیٹا آپ لوگ جاؤ" سائرہ نے نرمی سے کہا

"عبیرہ آنٹی پریزے کہاں ہے"

"ہنی تو میرا خیال ہے ہوٹل کیلئے نکل گئی ہوگی" انہوں نے ہلکے سے مسکراتے ہوئے کہا تھا،

"چلیں ٹھیک ہے میں کال کر لوں گا" ساحر زئی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اپنے ساتھ کھڑی
عشل کو چلنے کو اشارہ کیا۔

وہ دونوں بڑھے گیٹ سے باہر نکلے تھے گاڑی کی طرف قدم بڑھائے ہی تھی کہ سامنے سے نکلتی
کندھے پر بیگ لٹکائے ہاتھ میں گاڑی کی چابی اور مہنگا ترین قیمتی فون لیے سیاہ نین کو بلیک چشمے سے
چھپائے پریزے بھی اپنی گاڑی کی جانب بڑھ رہی تھی، براؤن جینز پر بلیک ٹی شرٹ گلے میں
اسکارف باندھے وہ شاید کافی جلدی میں تھی، اس کی عجلت دیکھتے ہوئے ساحر زئی نے تیزی سے

آواز لگائی تھی، ساحر زئی کی پکار پر پریزے نے اس سمت دیکھا تھا نہ چاہتے ہوئے بھی پریزے کے چہرے پر مسکراہٹ در آئی تھی،

" پریزے ہم شاپنگ مال جارہے ہیں چلو گی تم بھی ہمارے ساتھ "

" یہ تم اطلاع دے رہے ہو یا اپنے ساتھ چلنے کی آفر کر رہے ہو۔۔۔ " پریزے نے ہلکے سے مسکرا کے پوچھا۔

" نہ اطلاع نہ آفر بلکہ حکم دے رہا ہوں۔۔۔۔ " ساحر زئی کے لہجے میں شوخی سی تھی، انداز خالص دوستانہ خاصا بے تکلف۔۔۔۔

" اچھا۔۔۔۔ " اسنے اچھا کو لمبا کھینچا تھا،

" لیکن مجھے آج تک کوئی حکم دینے والا پیدا نہیں ہوا " انداز خاصا پر اعتماد تھا، سیاہ نین سے بلیک گلاسز اتارے۔ دھوپ کی کرنوں میں اس کی میدے جیسی رنگت چمکنے لگی تھی۔۔۔۔، ساحر زئی تو پہلی ملاقات میں ہی اس کے پر اعتماد انداز سے امپریس ہو گیا تھا، اس کی گھنی سیاہ مونچھوں تلے عنابی ہونٹوں پر ایک تبسم نے کروٹ لی تھی،

" پھر تو میں التجا کرونگا کہ تمہیں ہمیں جوائن کرنا چاہیے " اس دفعہ اس نے التجائیہ انداز اپنایا تھا،

" پلیز پریزے چلونا۔۔۔ " وہ جو کافی دلچسپ نگاہوں سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی بالآخر بول ہی پڑی،

پریزے نے عسل کو عام انداز میں دیکھا تھا۔

دل تو نہیں چاہتا رہا تھا مگر وہ کہتے ہیں ناکہ ہر بار دل کی نہیں سننی چاہیے دماغ سے بھی کام چلانا پڑتا ہے۔

" اوکے! میں ذرا اپنے باس کو ایک فون کر دوں پھر چلتی ہوں " پریزے کی رضامندی پر دونوں خوشی سے کھل اٹھے تھے۔

اس شہر کے سب سے زیادہ منہگے ترین شاپنگ مال میں انٹر ہوئے تھے، ایک سے ایک

ورائٹی۔۔۔ بوتیک کے ہر خوبصورت ڈیزائن کلرز ڈمی پر لٹکے ہوئے تھے، نت نئے خوبصورت

سوٹ اس پر حسین ترین ایسبرائڈری کچھ کچھ فینسی شادی بیاہ کی تقریبات کے لیے تو کچھ روزمرہ

میں پہننے کے لیے۔۔۔۔ عسل کا دل تو چاہا سب خرید لے اور کون سا نہ خریدے عسل ابھی تک اسی

شش و پنج میں پڑی تھی مگر پریزے کو ایک خوبصورت ساپنک اینڈ پرپل امتزاج کا فینسی انگرکھاہ

پسند آگیا تھا، اس نے وہ ہینگرا تار لیا تھا، اور سامنے قد آور آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر خود سے

لگایا تھا۔۔

"واؤزبردست" عشل نے تعریفی بھری نظروں سے پریزے کو دیکھا تو بیساختہ کہہ اٹھی تھی،
ساحر زئی بھی اس کی لاجواب پسند سے ایمپرس ہو گیا تھا سوٹ واقعی نہایت شاندار پسند کیا تھا
پریزے نے، شاپ کیپر جو ان کی ہیلپ کیلئے پیچھے کھڑا تھا پریزے نے اسکو بلایا۔۔
"یہ سوٹ میرے لیے پیک کر دو۔۔۔"

"سوری میم مگر یہ سوٹ آپکو فٹ نہیں آئے گا۔۔۔"

شاپ کیپر نے صاف لفظوں میں مگر معذرت خواہ لہجے میں کہا تھا،

"واٹ۔۔ ایسے کیسے نہیں آئے گا اور تم اتنے یقین سے کہہ سکتے ہو" پریزے کے چہرے اور لہجے
پر موجود برہمی پر شاپ کیپر ہلکی سی خجالت و خفت کا شکار ضرور ہوا تھا۔۔ مگر سچ تو بہر حال یہی تھا،
"اسلئے میم یہ میڈیم سائز ہے اور آپکا سائز ایکسل ہے" وہ روزانہ پچاس سے زائد لوگوں کو ڈیل
کرتا تھا اسلئے اتنا تجربہ تو تھا کہ آنکھیں بند کر کے بھی بتا سکتا تھا کہ جو سوٹ کسی گاہک نے پسند کیا
ہے وہ اس کے سائز کا ہے بھی یا نہیں۔

"پریزے آئی تھنک یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں یہ تمہارا سائز نہیں ہے" عشل اور ساحر زئی بھی ان کے
پاس آگئے تھے، عشل نے چاہا یہ سوٹ وہ لے لے اس کے خیال میں یہ سوٹ اسکو آسانی آجائے گا

"تم یوں کرونا کہ اپنے لیے کوئی ایکسل سائز پسند کر لو یہ سوٹ میں اپنے لیے لیتی ہوں"

عشل کی بات نے اسکو سرتاپا سلگا دیا تھا،

"میم میرا خیال ہے یہ سوٹ آپکو بھی نہیں آئے گا کیونکہ آپکا سائز زیر و سائز ہے"

شاپ کیپر نے عشل کو بھی دیکھتے ہوئے یہی جملہ دہرایا تھا۔۔۔۔

"یہ سوٹ مجھے بھی نہیں آئے گا اسکو بھی نہیں آئے گا تو ہینگر پر کیا شو پیس سمجھ کر لٹکایا ہوا ہے"

پریزے نے سرخ چہرہ لیے سیاہ نین میں غصہ، اشتعال کے ملے جلے تاثرات لیے شاپ کیپر کو گھورنے لگی تھی، شاپ کیپر ہلکے سے جھجکتے ہوئے پریزے کو دیکھ کر رہ گیا اس نے تو پریزے کے بھلے کے لیے ایک صلاح دی تھی۔۔۔۔ مگر اپنی ہی صلاح گلے پڑتی نظر آرہی تھی۔۔۔۔ وہ شرمندہ شرمندہ سے وہاں سے ہٹ گیا تھا، پریزے کے خونخوار لہجے سے اس نے یہی اخذ کیا کی کہیں وہ اس کے سر پر اپنا ہینڈ بیگ یا وہ ہینگر والا سوٹ ہی نہ مار دے

"یہ سوٹ مجھے ہی آئے گا اور میں یہ ہی پہن کہ ہی رہو گی" پریزے وہ سوٹ ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گئی تھی پہلے تو وہ کچھ سوچ بھی لیتی مگر بات اب ضد اور انا کی آگئی تھی، عشل کو جتا دینا چاہتی تھی کہ یہ سوٹ اسکو آجائے گا،

پریزے ڈریسنگ روم میں آگئی بہت کوشش کی کہ وہ سوٹ اسکو آجائے مگر ہائے ری قسمت منہ سے گلہ تو اتر گیا مگر سینے سے پر آکر پھنس گیا۔۔۔۔۔ سینے سے نیچے تک جانے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا، اسی کھینچا تانی، انگرکھے اور خود کی لڑائی میں بچارا خوبصورت سا انگرکھا ہار گیا تھا سائیڈ کی سلائی بری طرح چرکے رہ گئی تھی، بڑی مشکل سے اسنے اپنے جسم پر اتار لیا تھا، اسکا سانس جیسے ابھی گھٹ جائے گا۔۔۔ مگر اسکو عشل کو دیکھنا تھا کہ دیکھو مجھے یہ سوٹ آگیا ہے۔ وہ ڈوپٹہ گلے میں ڈالے پر اعتماد انداز میں ڈریسنگ روم سے باہر آئی۔۔۔ عشل اور ساحر زئی کی نظریں اس پر اٹھیں تو عشل کی بیساختہ ہنسی نے پریزے کی جان جلادی تھی، اس نے کھا جانے والی نظروں سے عشل کو دیکھا تھا۔ جبکہ ساحر زئی کے عنابی لبوں پر بھی بیساختہ ہی تبسم نے کروٹ لی تھی، جو پریزے سے مخفی نہیں رہ سکی تھی، بوتیک میں کھڑی لڑکیاں وہ بھی دبی دبی ہنسی ہنس رہی تھیں، وہ انگرکھا پریزے کی لمبی چوڑی ہائیٹ پر کچھ عجیب ہی لگ رہا تھا،

"شٹ اپ۔۔۔۔۔" پریزے کا ضبط جواب دے گیا تھا، اس نے پلٹ کر پیچھے کھڑی لڑکیوں کو گھورا پھر عشل کو دیکھا جسکی ہنسی لبوں سے ایسے غائب ہوئی جیسے گدھے کے سر سے سینگ، یہی حال کچھ ساحر زئی کا بھی تھا، وہ ایک دم خفت کا شکار ہوا تھا

ہمیں اپنے بلاگز (ویب سائٹ) FAMOUS URDU NOVELS, BOOKS BANK

PRIME URDU NOVELS, FREE URDU DIGEST, READING CORNER

کے لئے ناول رائٹرز کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری پوسٹ کروانا چاہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل کریں یا ہمارے گروپ اور چینج پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ یا واٹس ایپ پر بھی کانٹیکٹ کر سکتے ہیں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

پریزے واپس ڈریسنگ روم میں گئی تھی۔ اس کے منظر سے غائب ہونے کے بعد پیچھے غسل کے حلق میں پھنسی ہنسی فوارے کی طرح باہر نکلی تھی۔

جبکہ وہیں موجود بوتیک کی ورکرز لڑکیوں کی بھی دبی دبی مسکراہٹ ابھری تھی۔ ان لوگوں کی با نسبت ساحرزئی کے چہرے پر فکر مندی کے آثار نمایاں ہونے لگے تھے۔

پریزے کوئی پندرہ سے بیس منٹ بعد باہر نکلی تھی اور بغیر کچھ کہے اور کسی کو دیکھے دل ہی دل میں غسل کو کوستی پارکنگ لاٹ میں کھڑی ساحرزئی کی گاڑی کی جانب بڑھی تھی۔

"سچی بہت فنی ہے پریزے۔" غسل صاف گوئی سے کہتے ہوئے ہلکے سے ہنس دی۔

"شش" ساحرزئی نے ہولے سے اس کو چپ کر وایا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ مزید کوئی بات بگڑے۔

"اب آگے کیا ارادے ہیں، شاپنگ کریں یا واپس چلیں؟" غسل نے اپنی ہنسی کو تو قابو کر لیا تھا

مگر مسکراہٹ پھر بھی اس کے لبوں کی زینت بنی ہوئی تھی۔

"فی الحال تو واپس چلتے ہیں، پھر دیکھتے ہیں" دونوں ایک ساتھ پارکنگ لاٹ کی جانب بڑھے

تھے۔ جہاں گاڑی میں پہلے ہی سے پریزے پیچھے کی سیٹ پر براجمان تھی۔

ساحرزئی اور غسل نے بھی آگے کی سیٹیں سنبھال لی تھیں۔

کچھ ہی دیر میں گاڑی روڈ پر فراٹے بھرنے لگی تھی۔

" اسٹاپ اسٹاپ اسٹاپ " یکدم سے پریزے کی چیخ گاڑی کی خاموش فضا میں گونجی تھی۔

ساحر زئی نے تیزی سے بریک پر پیر رکھا تھا، وہ اس کے چیخنے پر گھبرا بھی گیا تھا۔

سوالیہ مگر نا سمجھی نگاہوں سے بیک مرر میں دیکھا جہاں پریزے کا چہرہ نظر آرہا تھا۔ اس کے چہرے

پر جو کچھ دیر پہلے غصہ، اشتعال، ناراضگی کے تاثرات تھے وہ اس لمحے بالکل مفقود تھے۔ وہاں

معمولی سا بھی شائبہ تک نہیں تھا۔

حیرانگی کی بات تو یہ تھی کہ وہاں مسکراہٹ اور خوشی کے ملے جلے رنگ تھے۔ جو ساحر زئی اور عشل

کی سمجھ سے تو بالا تر تھے۔ اور وہ دونوں کچھ اور سوچتے۔ ساحر زئی کچھ پوچھتا، پریزے گاڑی کا دروازہ

کھول کے تیزی سے باہر نکلی تھی۔

پریزے جا کر جہاں کھڑی ہوئی تھی ساحر زئی اور عشل کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔

" ساحر۔ " عشل صدماتی لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

چہرہ تو ایک دم ساحر زئی کا بھی فق ہوا تھا۔

پریزے سامنے روڈ کے اسٹاپ پر کھڑے گول گپے، چھو لے دہی بڑے کی چاٹ کے ٹھیلے کھڑے

تھے، ان کی جانب بڑھی تھی بلکہ گول گپے کی ایک پلیٹ بھی بنوالی تھی۔ بغیر اپنی پوزیشن کا خیال

کئے وہ ان گول گیوں سے بھرپور انصاف کرنے لگی تھی۔

"پریزے۔" ساحر زئی سے گاڑی کے اندر بیٹھا نہیں گیا۔

پریزے کی اس طرح روڈ پر گول گپے کھانے والی حرکت نے ساحر زئی کو صدمے کی کیفیت سے دوچار کیا تھا۔

اس شہر کے سب سے مہنگے ترین مشہور ہوٹل کی ڈائریکٹر آف مینجر جس کی ابھی حال ہی میں پروموشن ہوئی ہے اس کے علاوہ آرٹ کونسل کی ماہر آرٹسٹ جس نے تصویروں کی ایگزیشن میں فرسٹ پرائز جیتا ہے، وہ پریزے روڈ اسٹاپ پر کھڑے ایک معمولی ٹھیلے والے سے گول گپے کھا رہی ہے۔ یہ حیرانگی پر حیرانگی والی بات نہیں تو اور کیا ہے۔

پریزے جس نے آخری گول گپا منہ میں ڈال کر اس چھوٹے سے کانچ کے سفید پیالے میں بھرے پانی کو لبوں سے لگالیا تھا۔ ساحر زئی کی حیران کن اور گھمبیر آواز پر پریزے نے پلٹ کر دیکھا تھا۔ "ارے ساحر، یہ لو" پریزے نے ہاتھ میں پکڑا گول گپے کا پانی سے بھرا پیالہ اس کی طرف بڑھایا اور اشارے سے اس کو پینے کی دعوت دی تھی۔

"پریزے یہ سب کیا ہے؟" ساحر زئی کی آنکھوں اور چہرے پر حیرانگی کی تحریر صاف پڑھی جا رہی تھی۔

"یہ" پریزے نے پیالے کو دیکھا۔ "گول گپے کا پانی"

ساحر زائی کے منع کرنے پر اس نے دوسانس میں ہی وہ پیالہ خالی کر دیا تھا۔

"ارے بھیا ذرا ایک پلیٹ چھو لے دہی بھلے کی چاٹ کی تو بنانا، ذرا مرچیں تیز رکھنا" خالی پیالہ اس ٹھیلے پر رکھے دوسرے ٹھیلے کی جانب بڑھی تھی۔

اور وہ ٹھیلے والا بھی جلدی جلدی ہاتھ چلاتے ہوئے اس کے لئے چھو لے دہی بھلے کی چاٹ اس طرح بنا رہا تھا جیسے وہ اس کی پسند کو جانتا ہے۔ اور ایک منٹ میں پلیٹ بنی بنائی حاضر تھی۔ پر ریزے نے ادھر ادھر دیکھے بناء اپنا کام شروع کر دیا تھا۔ پانچ منٹ میں چھو لے دہی بھلے کی یہ پلیٹ بھی خالی ہو گئی تھی۔

پھر اسی ٹھیلے والے نے ایک سلور کے گلاس میں اس کو پانی دیا جسے وہ غڑاپ غڑاپ کر کے پی گئی تھی۔

اس گندے پرانے دھرانے سلور کے گلاس کو دیکھ کر پاس کھڑے ساحر زائی کو عجیب سی کراہیت آنے لگی تھی۔

اس کی صاف ستھری طبیعت اور اصول پسند طبیعت پر پر ریزے کی یہ حرکتیں کافی گراں گزری تھیں۔ اس کے فرینڈ سرکل اور فیملی بیک گراؤنڈ میں دور دور تک کوئی ایسا بندہ نہیں گزرا تھا، اس نے تو دوست بھی بہت سوچ سمجھ کر اپنے مزاج جیسے بنائے تھے۔ مگر پر ریزے کی قابلیت یا ایسی کیا

بات تھی، کیا اٹرکیشن تھی جو ساحر زئی اس کی جانب کھینچتا چلا گیا تھا۔ مگر پرزے کی آج کی اس حرکت نے اس کو بہت مایوس کیا تھا، بہت حیران کیا تھا۔ ساحر سے زیادہ برا حال تو گاڑی کے اندر بیٹھی نازک سی نازک مزاج والی عیشل کا تھا۔ اس کی حساس طبیعت پر بہت گہرا اثر پڑا تھا۔

پرزے کا روڈ اسٹاپ پر یوں بے تکلف ہو کر گول گپے کھانا، چھولے دہی بڑے کھانا اور آخر میں اس گندے سندے گلاس میں پانی پینا جس سے کتنے ہی لوگ اپنی پیاس بجھاتے ہوں گے۔ عیشل کو سب سے زیادہ گھن ان ٹھیلے والوں سے آئی تھی۔ عجیب ملگجے سوٹ میں کالے کالے ہاتھوں سے وہ چھولے دہی بھلے کی چاٹ بنا رہے تھے۔

باقاعدہ اس کو ابکائی سی آنے لگی تھی۔ کھانے سے اس کا جی خراب ہونے لگا تھا۔ جسم میں یہ سب سوچ کر ہلکی سی کپکپاہٹ شروع ہو گئی تھی۔ ہاتھ اور پیروں کی انگلیاں باقاعدہ سن ہو چکی تھیں۔

پرزے اب بہت ریلیکس فیل کر رہی تھی۔

"پتا ہے جب میں بہت اسٹریس میں رہتی ہوں تو میری ساری اسٹریس کھانے پینے سے دور ہو جاتی ہے"

پرزے نے اپنے ہینڈ بیگ سے دو تین ٹشوز ایک ساتھ نکالے اور چہرہ صاف کر کے سائیڈ میں پھینک دیئے۔

" اندازہ ہو رہا تھا مجھے تمہاری اسٹریس کا " اس کا لہجہ ہلکے سے طنز میں ڈوبا ہوا تھا۔

مگر پریزے کے پاس اتنا ٹائم نہیں تھا کہ وہ اس کا غصے میں ڈوبا لہجہ سمجھ پاتی۔ کیونکہ اس کا اولین شوق کھاؤ پیو اور عیش میں زندگی گزارو۔ آج جو پل ملے ہیں خوشیوں کے انہیں مٹھی میں سمیٹ لو، کل کس نے دیکھی ہے۔

دونوں گاڑی میں آبیٹھے تھے۔

عشل نے تو اس کی جانب رخ ہی نہیں کیا جس کی پریزے کو بھلا کیا پرواہ۔ اس نے تو اپنا بیگ کھولا اور کچھ ڈھونڈنے لگی۔ جو کہ کچھ ہی دیر میں مطلوبہ شے اس کے ہاتھ میں تھی۔ چرمرر کی آواز پر ساحرزئی نے بیک مرر سے اس کو دیکھا وہ چاکلیٹ کا ریپر کھول کر چاکلیٹ کھانے میں نظر آئی۔

" ابھی بھی کچھ کھانا باقی رہتا ہے؟ " ساحرزئی بولے بناء رہ نہ سکا۔

" بالکل، جب تک میں نمکین کے بعد کچھ میٹھانہ کھالوں میرا کھانا مکمل ہی نہیں ہوتا " لہجے میں لاپرواہی بہت تھی۔

ساحرزئی نفی میں ادھر سے ادھر گردن ہلا کر رہ گیا۔

.....

کچھ دنوں بعد وہ لوگ جیا کی شادی سے بھی فارغ ہو گئے تھے۔

شادی نہایت ہی دھوم دھام سے ہوئی تھی۔ سب نے اپنے اپنے طریقے سے فل انجوائے کیا تھا مگر جانے کیوں پریزے کو عشل سے بیر ہو گیا تھا۔ سوکھی سڑی سی یہ لڑکی اس کو ایک آنکھ نہیں بھاتی تھی۔ اور جب وہ ساحرزئی کے ساتھ الگ الگ پوز میں تصویریں اتر وار ہی ہوتی تب تو دل اور جل بھن کے رہ جاتا، دل کرتا اس کا موبائل اس کے سر پر ہی دے مارے۔ سیلفی لے لے کر خود کو اپسرا ہی سمجھنے لگتی تھی۔

ساحرزئی نے بھی اس کو کھینچ کھانچ کے اپنے ساتھ خوب سیلفیاں لی تھیں۔ وہ منع کرتی مگر ساحرزئی پریزے کی ایک نہیں سنتا۔ شادی کا ہر فنکشن ان لوگوں نے بھرپور انداز میں انجوائے کیا تھا۔

اسی شادی میں کسی فیملی نے پریزے کو پسند بھی کر لیا تھا۔ وہ اپنی پسندیدگی عبیرہ اور اکمل خان سے ظاہر کر دی تھی۔

عبیرہ نے ان لوگوں کو اپنے گھر آنے کی دعوت دے دی تھی۔

آج وہی لوگ پریزے کے رشتے کی بات کرنے آئے تھے، ساتھ اپنے لڑکے کو بھی لے آئے تھے جس کا علم پریزے کو نہیں تھا۔ اس کے تو فرشتے بھی بے خبر تھے کہ گھر پر کیا کاروائی چل رہی

ہے۔ وہ ہوٹل سے شام کے سات بجے گھر آئی تو گھر میں کچھ انجانے مہمانوں کے ساتھ سائرہ، ساحر زئی اور عشل کو بھی موجود پایا۔

آہٹ پر عبیرہ نے رخ موڑ کے دیکھا تو وہ جلدی سے اٹھیں اور پریزے کے پاس آئیں، اس کے کندھے سے ہینڈ بیگ لیا اور اس کو لئے مہمانوں کے پاس چلی آئی تھیں۔

وہ جانتی تھیں اگر پریزے کو پہلے سے کچھ بتایا تو وہ بری طرح ہائپر ہو جائے گی، شاید اس بار وہ رشتے والوں کے سامنے بھی نہ آئے، مگر عبیرہ نے کچھ بھی کہے اور پریزے کو کوئی بھی موقع دیئے بغیر اس کو وہاں لے آئی تھیں۔ پریزے نے جھنجھلاتے ہوئے سب کو دیکھا تھا۔

"یہ ہے ہماری ہنی" عبیرہ کے چہرے اور آنکھوں میں خوشی کی رمت تھی۔

"ماشاء اللہ بہت پیاری ہے، ہمیں تو یہ جیا کی شادی میں ہی پسند آگئی تھی"

پریزے کو ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کی سماعت میں بم پھوڑ دیا ہو۔

اس کی نگاہیں بے ساختہ اپنی سائیڈ والے سنگل صوفے پر براجمان ساحر زئی کی طرف اٹھی تھیں۔

بلیک جینز پر پنک شرٹ میں اس کی متاثر کن شخصیت خاصی باوقار لگ رہی تھی۔ سر کو معمولی سا خم

کئے وہ چائے کا کپ تھامے چھوٹے چھوٹے سپ لے رہا تھا، اس کا مطلب اس کو اپنا معاملہ خود ہی

نبٹانا تھا۔

"تو کیا کرتا ہے آپ کا بیٹا جس کے لئے آپ لوگوں نے میری خواہش ظاہر کی ہے؟" پر اعتماد لہجہ سامنے بیٹھی ان خواتین کو چونکا گئی تھی۔

"شوگر مل کمپنی میں سپروائزر مینجر ہے" یہ شاید لڑکے کی ماں تھیں جن کے لہجے میں اپنے بیٹے کے لئے فخر بول رہا تھا۔

"اور اگر میں غلط نہیں تو غالباً یہی محترم آپ کے بیٹے ہیں؟"

شارق کے برابر میں وہ نیا چہرہ یقیناً وہ لڑکا ہی تھا۔ سرمئی شرٹ پر بلو جینز، بادامی رنگت، چھوٹی چھوٹی سی چائینیز آنکھیں، موٹا بھداساناک، اور بالوں کا ہیرا سٹائل اف گھنگھر و بالوں کا ایک گچھا، جو پریزے کے خیال میں ابھی چڑیا اس میں انڈے دینے والی ہے۔ وہ دنیا کا کوئی آٹھواں عجوبہ ہی لگ رہا تھا، یا کسی مرتخ کی مخلوق جو بھولے بھٹکے سے زمین پر رہ گئی ہو۔

"ہاں بالکل یہ میرا اکلوتا، میرا چاند سا بیٹا ہے" ماں نے دلار سے اپنے بیٹے کو دیکھا۔

"تو اپنی ماں کے چاند سے اکلوتے بیٹے صاحب! آپ کے کیا خیالات ہیں میرے بارے میں؟" اب کے پریزے نے ڈائریکٹ لڑکے کو ہی مخاطب کیا تھا۔

"جج۔۔۔ جی۔۔۔ بہ۔۔۔ بہت۔۔۔ اچھے۔۔۔ میں۔۔۔۔۔"

آپ۔۔۔۔۔ کو۔۔۔۔۔ پسند۔۔۔۔۔ پسند۔۔۔۔۔"

"بس بس بس، پریزے نے تیزی سے کہا۔ تھک جاؤ گے، تمہارا تو ایک چھوٹا سا جملہ بولنے میں ہی سانس اٹکنے لگا ہے، دیکھو کیسے ہانپ رہے ہو تم"

ان خواتین کو سیدھا سیدھا یہ انسلٹ ہی لگی تھی۔

"ہنی" عبیرہ نے تنہی نظروں سے بیٹی کو دیکھا تھا۔

"یہ کیا بے ہودگی ہے، گھر بلا کر مہمانوں کے ساتھ ایسے بد سلوکی کرتے ہیں آپ لوگ" لڑکے کی ماں تنکتی ہوئی کھڑی ہوئی تھیں، ان کے ساتھ جو دوسری خاتون جو لڑکے کی بہن تھی وہ بھی بگڑتی ہوئی صوفے سے اٹھی تھی۔

"بہن میں آپ سے نہایت معذرت خواہ ہوں، آپ پلیز بیٹھیے" عبیرہ اور سائرہ کو بھی پریزے کا انداز اچھا تو نہیں لگا مگر فی الحال معاملے کو سلجھانا ہے جو بگڑتا نظر آرہا تھا۔

"بات ختم، آپ کی بیٹی نے جس طرح ہماری انسلٹ کی ہے، ہمارے بیٹے کی بے عزتی کی ہے، وہ بھولنے والی نہیں ہے۔ ہم نے تو آپ سے نہیں کہا کہ آپ کی بیٹی اتنی موٹی ہے، تو آپ کی بیٹی کون ہوتی ہے میرے بیٹے کی خامی نکالنے والی"

"ایک منٹ۔۔۔ چلیے نکلیں یہاں سے" پریزے کھڑی ہو گئی اور دو ٹوک لہجے میں صاف گوئی سے کہا تھا۔

شارق اور اکمل خان تو اپنا سر پکڑ کے بیٹھ گئے کیونکہ وہ جانتے تھے پریزے کو اب بولنے سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ ساحر زئی یوں حیران نہیں ہوا تھا کہ وہ یہ منظر پہلے بھی دیکھ چکا تھا۔ البتہ عیشل پر حیرتوں کے پہاڑ ضرور ٹوٹے تھے۔

لڑکے والے تن فن کرتے، ناک بھوں چڑھاتے، پریزے کو جانے کیا کیا بولتے نکلتے چلے گئے تھے۔ اکمل خان اور شارق نے کانچ کی ٹیبل پر رکھے ناشتے کی اپنی پلیٹس تیار کیں کہ جیسے اس سے زیادہ اہم کام تو کوئی تھا ہی نہیں۔ بلکہ انہوں نے ساحر زئی کو بھی کھانے کی پیش کش کی اور اشارے سے کہا کہ یہ سب پرانی بات ہے چلتا رہتا ہے۔

ماحول میں کشیدگی چھائی ہوئی تھی، ڈرائنگ روم کی فضا میں سنجیدگی کا راج تھا۔ پریزے نے واپس اپنی سیٹ سنبھال لی تھی۔

"مل گیا سکون؟ ہو گئی تسلی؟ کر لی ان بھلے لوگوں کی بے عزتی؟" عبیرہ سپاٹ انداز میں پریزے پر بگڑی تھیں۔

"اتنا اچھا لڑکا تھا ہاتھ سے نکل گیا"

"یہ اچھا لڑکا تھا۔۔۔ یلکو۔۔۔ یلکو۔۔۔" شارق نے دھرایا تھا۔

عبیرہ نے شارق کو گھور کے دیکھا۔ ساحر زئی کی بھی ہلکی سی مسکراہٹ لبوں پر در آئی تھی۔

"تو اور نہیں تو کیا، ایک جملہ بولنے میں ہی پانچ منٹ لگا دیئے آئی لو یو بولنے میں تو پوری رات لگا دے گا۔"

بالکل بے ساختہ، بلا ارادہ، بنا سوچے سمجھے اس کی زبان سے یہ جملہ پھسلا تھا۔

ناچاہتے ہوئے بھی سائرہ بے ساختہ انداز میں مسکرائیں۔ اکمل خان کو مصنوعی سی کھانسی لگ گئی۔

شارق تو زور سے ہنس دیا اور اس کی ہنسی پر ساحر زئی اور عشل بھی اپنی ہنسی نہیں روک سکے تھے۔

جبکہ ان سب کی بانسبت عبیرہ کی آنکھوں میں غصے اور ناراضگی کے ملے جلے تاثرات تھے۔

پریرے ہنستی ہوئی اٹھی، اور ناراض ناراض خفا خفا سی عبیرہ کے گلے کا ہار بنی تھی۔

"ارے میری بھولی ممی آپ بھی نا بہت جلدی ناراض ہو جاتی ہیں۔"

"پرے ہٹو مجھ سے۔" وہ جل کر بولیں اور واپس اپنی جگہ پر آ بیٹھیں۔

آج جو ہوا تھا وہ صحیح نہیں ہوا تھا۔ لڑکے اور لڑکے کے گھر والوں کی اچھی خاصی انسلٹ کر دی گئی تھی

جو کہ یہ اچھی بات نہیں تھی۔

"ویسے ممی ہنی آپنی کچھ غلط بھی نہیں کہہ رہی ہیں، لڑکے کو صبح کا ناشتہ مانگنے میں ہی اتنا وقت لگ

جائے گا کہ دوپہر کے لچ کا وقت ہو جائے گا" شارق ہنستے ہوئے ساری سچو لیشن کو بھرپور طریقے

سے انجوائے کر رہا تھا۔

"بس تم۔ بہن بھائی سے صرف بکو اس کروالو" ان لوگوں کی مسخریاں عبیرہ کو ایک آنکھ نہیں بھا رہی تھیں۔

"ارے عبیرہ چھوڑو بھی، بچے ہیں" سائرہ ان لوگوں کے چٹکوں سے لطف اندوز ہوتی ہوئی بولیں۔
"اور کیا سائرہ آنٹی، ممی بھی ناہر بات دل پر لے لیتی ہیں" بے نیازی سے بولتی ہوئی وہ اکمل خان اور شارق کے بیچ میں جگہ بناتی ہوئی بیٹھی تھی۔

"میرا بچہ بہت اچھا ہے" اکمل خان عبیرہ کی ناراضگی کی پرواہ کئے بنا پریزے کو دلار سے دیکھنے لگے۔
"بس مل گئی مورل سپورٹ" عبیرہ نے ہاتھ جھاڑے

"بہت ہنس لئے اور مذاق ہو گیا۔ چلو مجھے زرا پلیٹ میں یہ چاکلیٹ پیسٹری نکال کے دو" پریزے نے برابر میں بیٹھے شارق کو ایک ہاتھ مارا۔

"بالکل کیوں نہیں، جو کارنامہ ابھی کچھ دیر پہلے آپ نے سرانجام دیا ہے اس کے لئے میٹھا تو بنتا ہے"
"شارق نے پر جوش لہجے میں کہتے ہوئے اس کے لئے چاکلیٹ کیک پیسٹری کی ایک پلیٹ تیار کی۔
"مزیدار"

پریزے کے بے فکری سے کھانے پر ساحر زئی نے نہایت دلچسپ نگاہوں سے اس کو دیکھا تھا۔ ان
گرے کانچ میں اس کے لئے پسندیدگی کے رنگ ضرور جھلملائے تھے مگر وہ ان کو کوئی نام نہیں
دے سکا تھا۔ وہ خاموشی سے رخ دوسری جانب موڑ گیا تھا۔



عبیرہ کو کسی کے ذریعے پتہ چلا کہ ان کے شہر میں ایک بہت بڑا جیم کھلا ہے۔ انھوں نے پریزے کو
فورس کرنا شروع کر دیا کہ تمہیں یہ جوائن کرنا چاہئے۔ پریزے کافی سنجیدگی سے اس پر سوچنے لگی
تھی۔ اس کے دل و دماغ میں بس یہی چل رہا تھا کہ اگر اس کو شادی کرنی ہے تو اس کو اپنا ویٹ لوز
کرنا ہو گا۔ بھلے ہی وہ ایک قابل و ماہر لیڈی ہے۔ تعلیمی لحاظ سے، سوشل ہوالے سے وہ ایک نامور
سوشل ورکر ہے۔ آرٹ کی فیلڈ میں بھی اس کا ایک نام ہے۔ اور جب سے اس نے ہوٹل میں منگنی
کی اریجنمنٹ کی تھی کتنی ہی آفرز آچکی تھیں۔۔۔ باہر ممالک سے بڑے بڑے لوگوں کی کال اچکی
تھی مگر وہ کوئی ویڈنگ پلانر تھوڑی تھی۔ وہ تو ڈائریکٹر آف مینجر تھی۔ وہ سب تہ بس شوقیہ تھا۔
جس میں اس کا اتنا نام ہو جائے گا اندازہ نہیں تھا۔ مگر جہاں بات شادی کی آتی ہے تو لوگ آپ کی
قابلیت، آپ کی ہونہاری، آپ کی سیرت نہیں دیکھتے۔ آپ کی فیلڈ، آپ کی شہرت کو ایک طرف
رکھ دیتے ہیں۔ دیکھتے ہیں تو صرف یہ کہ لڑکی کتنی خوبصورت ہے۔ کتنی نازک اور صاف شفاف ہے

کہ ہاتھ لگاؤ تو میلی ہو جائے۔ وہ پھر جانچتی نگاہوں سے یہ جانچنے لگتے ہیں کہ یہ لڑکی ہمارے خوبصورت اور ہینڈ سم لڑکے کے ساتھ کھڑی اچھی لگے گی یا نہیں، اور جب وہ جانچ پڑتال کے بعد فیصلہ کرتے ہیں تو ریجیکٹ کرنے میں لمحہ بھی نہیں لگاتے، اور شاید نہیں یقیناً ساحر زئی نے اس کے موٹاپے کی وجہ سے ہی تو اس سے شادی کے لئے انکار کیا تھا۔

بہر حال نتیجہ یہی نکلتا ہے، اس فیصلے پر پریزے نے مہر ثبت کر دی کہ اس کو جم جوائن کرنی چاہیے، ایکسرسائز کرنی ہے، ویٹ لوز کرنا ہے، اپنے اندر موٹاپے کی اس خامی کو بھی دور کرنا ہے۔ اور اس نے جم جوائن کر لیا۔

ہر روز صبح واک کرنا، تیز تیز بھاگنا، وہ جو میٹھا کھانے کی اس قدر شوقین تھی، جم جوائن کرنے کی پہلی ہی شرط یہ رکھی گئی تھی کہ کھانے پر حد درجہ کنٹرول کیا جائے۔
جم میں مختلف قسم کی مشینوں سے ایکسرسائز کرنا۔

یہ سب جب ساحر زئی کو پتہ چلا تو اس نے پہلی فرصت میں ہی اس کی کلاس لینے کی ٹھانی تھی۔ وہ اس وقت اس کے پاس ہی تھا۔

"پریزے یہ کیا طریقہ ہے تم کیوں کر رہی ہو یہ سب؟" وہ خاصا بگڑتے لہجے میں بولا تھا۔

"کیا کر رہی ہوں، اور اس میں غلط بھی کیا ہے؟" اس کا بگڑا لہجہ پریزے کی سمجھ سے تو بالا تر تھا۔

"تو اس میں صحیح بھی کیا ہے؟ ایکسر سائز کرنا اچھی بات ہے، گڈ فوڈ گڈ ہیلتھ، بٹ یہاں اس جم کی شرائط تو کچھ اور ہی ہیں"

"ساحر ٹھیک کہہ رہا ہے پریزے، اس کو ایکسر سائز نہیں، خود کو اذیت دینا، خود کو تکلیف دینے کے مترادف ہے۔ ایسا تولندن میں بھی نہیں کہ آپ ایکسر سائز کرو ساتھ اپنی بھوک بھی مار دو، اس طرح کیسے جئے گا انسان" عشل کو تو یہ جم ہی فضول لگا تھا۔

"میں وہ سب کچھ نہیں جانتی، میں نے اپنے قدم آگے بڑھا دیئے ہیں، اور اب پیچھے ہٹنے کا سوال ہی نہیں اٹھتا" وہ بھی ضدی لہجے میں بولی تھی۔

پریزے اس کی بہت اچھی دوست تھی، وہ نہیں چاہتا تھا کہ پریزے اس جم کو جو اُن کرے مگر اس کی ناں ہاں میں نہیں بدلی۔ اس لئے اس کے لہجے کی جھنجھلاہٹ اور دبلا ہونے کی کیفیت کو سمجھ کر وہ دونوں پیچھے ہو گئے۔

ایک مہینہ ہو گیا مگر پریزے پر معمولی سا بھی فرق نہیں پڑا تھا۔

گھر میں چپکے چپکے کسی نہ کسی بہانے سے اکمل خان اس کو کبھی چاکلیٹ تو کبھی آئس کریم دینے کی کوشش کرتے، مگر وہ منع کر دیتی۔

میٹھا چھوڑنے سے بھی اس کو کوئی فائدہ نہیں ہوا تھا۔

باہر ٹھیلے والے کے گول گپے، چھو لے دہی بڑے کی چاٹ، ٹھیلے والے کا برگر سب کچھ کھانا چھوڑ دیا تھا۔ مگر اس کا ویٹ وہیں کا وہیں تھا۔ اسی جیم میں اس کی بہت اچھی دوست مریم بھی تھی۔ پریزے کی طرح اس نے بھی ہزاروں روپے جمع کرائے تھے۔

ایک دن وہ ایکسرسائز کے دوران ہی بیہوش ہو کر گر گئی۔ مریم اولمپک گیمز کی ماہر کھلاڑی تھی۔ تھسٹن اویت بڑھنے کی وجہ سے اس نے یہ جم جوائن کیا تھا۔ مگر اس جیم والوں نے اس سے اس قدر ایکسرسائز کروائی کہ نتیجہ سب کے سامنے آ گیا تھا۔ مریم کو فوراً ہسپتال لے جایا گیا۔ ٹریٹمنٹ سے رپورٹ، ٹیسٹ وغیرہ سے یہ بات سامنے آئی کہ مریم کے گردے اور جگر پر گہرا اثر پڑا ہے۔ اس کی زندگی میں بہت بڑا خلا آ گیا تھا۔ وہ اب پہلے جیسی زندگی نہیں گزار سکتی تھی۔ اولمپک گیمز کی وہ کھلاڑی اب کبھی گیمز میں حصہ نہیں لے سکتی تھی۔ یہ بات جب مریم کو پتہ چلی تو وہ بہت روئی۔ "پریزے میرے سارے خواب چکنا چور ہو گئے۔ میں نے جو خود کو کامیابی اور شہرت کی بلندیوں پر دیکھتی تھی، خود کو اونچی چوٹیوں کا باسی سمجھتی تھی سب خام خیال ہوا۔ سب کچھ ملیا میٹ ہو گیا۔ میرے سب سپنے کانچ کی طرح ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گئے۔ جو میری روح میرے جسم میں پیوست ہوئے۔ میرے روم روم کو لہو لہان کر گئے۔ میں ٹوٹ گئی پریزے، میں ہار گئی۔ میں ایک مریضہ

بن کر رہ گئی"

اس کا بلک بلک کر رونا، بلک بلک کر تڑپنا، پریزے سے دیکھا نہیں جا رہا تھا، اس کا ایک ایک آنسو پریزے کے دل پر گر رہا تھا، جس اذیت و کرب سے اس وقت مریم گزر رہی تھی، پریزے محسوس کر سکتی تھی اور یہی وجہ تھی کہ مریم کی ایسی بکھرتی، ٹوٹی بگڑتی صحت کو دیکھ کر پریزے کے رواں رواں میں غم و غصہ، اشتعال و ناراضگی بھرتی جا رہی تھی۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ جا کر اس جم کو آگ ہی لگا دے، اور اس نے اپنے اس غصے کو کم ہونے بھی نہیں دیا تھا، بھڑکتا دھکتا لاوا جی ٹھنڈا ہو گا جب وہ اپنی دوست مریم کا بدلہ لے گی۔

پریزے مریم کو چھوڑ کر واپس جم میں جاتی ہے، وہاں جا کر خوب شور شرابہ، ہنگامہ کرتی ہے، واویلا مچاتی ہے۔ جم میں رکھی کچھ لائٹ اور کچھ ہیوی ایکس سائز مشین جن پر زور چلا وہ دھکیلتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی تھی۔

اس شور شرابے و ہنگامے کو سن کے سارے سٹوڈنٹ ایک ایک کر کے وہاں جمع ہونے لگے تھے۔ اتنی ساری آوازوں کو سن کر وہاں اس جم کا اونر نعمان سعید اپنے منیجر کے ساتھ آتا ہے۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے؟" نعمان سعید صدمے کی کیفیت سے دوچار اپنے جم کو دیکھنے لگا۔ ان مشینوں کو دیکھا جسے بڑی بے دردی سے ٹھوکر مار کر دور پھینکا گیا تھا۔

اور پھر جوان سب کی نقصان کی وجہ تھا سامنے کھڑا تھا۔ نعمان سعید نے درشتگی بھری نگاہوں سے اسے گھورا تھا

"تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی میرے جیم میں آکر ایسی توڑ پھوڑ مچانے کی، میں تمہارے خلاف پولیس کارروائی کروں گا" نعمان سعید کے لہجے میں غصے کی چنگاریاں سر توڑ کر بول رہی تھیں۔ اس سے اپنے جیم کا نقصان برداشت نہیں ہو رہا تھا۔

"تم کیا پولیس کارروائی کرو گے میں خود تمہارے اور تمہارے اس بکو اس جیم کے خلاف رپورٹ درج کرواؤں گی" پریزے کے لہجے میں تلخ لفظوں کے انگارے دھک رہے تھے تو سیاہ نین سے گویا شرارے پھوٹ رہے تھے۔

"اچھا اور رپورٹ درج کروانے کی وجہ کیا بتاؤ گی؟" اس کے غصے و اشتعال، اس کی تلخی و درشتگی کو کسی خاطر میں نہ لاتے ہوئے نعمان سعید نے استہزائیہ ہنسی ہنستے ہوئے طنز بھری نگاہوں سے اس کو اوپر سے نیچے تک دیکھا۔

"یہ وجہ کیا کم ہے کہ تمہارے اس جیم کی وجہ سے میری دوست مریم ہسپتال جا پہنچی ہے۔ وہ ایک مریضہ بن گئی ہے۔ گردے اور جگر متاثر ہوئے ہیں اس کے اور ڈاکٹر نے اس کو سرجری کا کہا ہے۔

اولمپک گیمز کی وہ نامور کھلاڑی اب کبھی بھی گیمز میں حصہ نہیں لے سکتی"

"اور تمہیں کیا لگتا ہے پولیس تمہاری ان باتوں پر یقین کر لے گی؟" لہجہ اس قدر پر سکون تھا جیسے بات اس کے جیم کی نہیں کسی اور کے جیم کی چل رہی ہو۔

"پولیس کو یقین کرنا پڑے گا۔ میں چیخ چیخ کر بولوں گی کہ یہاں اس جیم میں لوگوں کو ایکسر سائز کے بہانے بیوقوف بنایا جاتا ہے، ان سے پیسے لوٹے جاتے ہیں"

"محترمہ لوگوں کے گھر جا کر ہم نے منتیں نہیں کی تھیں کہ آؤ ہمارے جیم میں ایکسر سائز کے لئے ... وہ تو خود آئے ہیں، اور تم یہ کیسے کہہ سکتی ہو کہ تمہاری دوست مریم کی یہاں اس جیم میں ایکسر سائز کرنے سے طبیعت خراب ہوئی ہے۔ کیا ثبوت ہے تمہارے پاس کیا پتہ وہ پہلے سے ہی بیمار ہو۔" نعمان سعید نے نہایت خوبصورتی سے باتوں کا سارا رخ مریم کی جانب موڑ دیا تھا۔

"تم خود کو اتنی آسانی سے نہیں بچا سکتے میں ایسا نہیں ہونے دوں گی" پریزے برہمی سے کہتے ہوئے باقاعدہ اس کو دھمکی دے رہی تھی۔

"جو کرنا ہے کرو... فی الحال یہاں سے دفع ہو جاؤ ورنہ میں پولیس میں تمہارے خلاف رپورٹ کراؤں گا کہ تم نے میرے جیم میں میری قیمتی مشینوں کے ساتھ توڑ پھوڑ کی ہے اور میرے جیم کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے" نعمان سعید نے بڑی آسانی سے پینتر ابدلا تھا۔

"تم سمجھتے ہو میں تمہاری خالی خولی بوگس دھمکیوں سے ڈر جاؤں گی" وہ مضبوط لہجے میں چیخی تھی۔

"تم ایسے باز نہیں آؤ گی..... گارڈز... گارڈز...."

نعمان سعید کے حکم پر گارڈز بھاگتے ہوئے آئے اور پریزے کو گھسیٹتے ہوئے جیم کی حدود سے باہر نکالا۔ وہ چیختی چلاتی رہی مگر کوئی اس کی مدد کو نہیں آیا۔ سب سٹوڈنٹ اس کی بے عزتی کا تماشہ دیکھتے رہے تھے۔

"آپ لوگ بھی جائے اور اپنا کام کریں۔ اس طرح کئی لوگ منہ اٹھا کر آئیں گے اور ہمارے جیم پر انگلیاں اٹھائیں گے مگر ان سب ہتھکنڈوں سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔" اس کے کہنے پر سب اپنی ایکسر سائز میں لگ گئے تھے۔

☆☆☆☆☆☆

وہ آزرہ سی اداس و افسردہ اپنے گھر واپس آتی ہے۔ غم کی تصویر بنی پریزے پر جب اکمل خان کی نظر پڑتی ہے تو وہ جو باہر اپنے فرینڈز سے ملنے باہر جا رہے تھے ہال میں بیٹھی پریزے کو دیک کر اپنا ارادہ ملتوی کر کے پریزے کے پاس چلے آتے ہیں۔ وہ اپنی سوچوں میں اس قدر منہمک تھی کہ اسے اکمل خان کی موجودگی کا پتہ ہی نہیں چلا۔

"ہنی میرے بچے!" اکمل خان نے سر پر دست شفقت رکھا۔

پریزے نے نظریں اوپر اٹھائیں جہاں زمانے بھر کی تھکن اور ہار تحریر تھی۔ اکمل خان کو نہایت شدت سے اس کا دکھ محسوس ہوا تھا۔

"مایوسی انسان کو کمزور بناتی ہے اور میں جانتا ہوں کہ میری ہنی کمزور ارادوں کی مالک نہیں۔ اس کا ہر بڑھتا ہوا قدم پختہ اور جاندار ہے۔ دشمن کو زیر کرنے کی طاقت رکھتی ہے میری بچی" وہ ہلکے سے اس کے برابر آ بیٹھے تھے۔

"مگر دادا جان میں اکیلی کیا کر سکتی ہوں" اس کا لہجہ بجھا ہوا تھا۔

"سپاہی مقابلے کے لئے اگر اکیلا میدان میں اترتا ہے تو وہ یہ سوچتا کہ اگر مقابل سو بھی دشمن آ جائیں گے تو وہ ان کو زیر کر لے گا..... کیونکہ وہ جانتا ہے کہ جسمانی طاقت سے زیادہ اس کی سوچ کی طاقت گیری ہوتی ہے۔ وہ جانتا ہے کہ وہ فاتح بن کر لوٹے گا اور غازی قرار پائے گا"

"سو فیصد ٹھیک کہا آپ نے دادا جان" گھمبیر آواز پر دونوں نے پلٹ کر دیکھا جہاں ساحر زئی، عشل کے ساتھ کوئی نیا چہرہ بھی تھا۔

تینوں نے اکمل خان کو سلام کیا جس کا انھوں نے نرمی سے جواب دیا۔

پریزے نے ایک سرسری نظر ساحر زئی پر ڈالی اور نظروں کا زاویہ بدل لیا تھا۔

"پریزے آج جو کچھ ہوا اچھا نہیں ہوا.... مجھے سب پتہ چل گیا ہے۔ مگر تم فکر مت کرو... ہم بھی خاموش نہیں بیٹھیں گے۔ نعمان سعید کو ٹکڑا جواب دیں گے" ساحر زئی کے لہجے میں سنجیدگی ہی سنجیدگی تھی۔ "اس جیم کے خلاف کارروائی کریں گے، ایک مہم چلائیں گے، ایک ٹیم بنائیں گے جو اس سلسلے میں ہماری مدد کرے گی"

پریزے کی اداسی پر اس کو بھی بہت دکھ ہوا تھا مگر وہ پھر بھی اس کی ہمت بندھا رہا تھا۔ پریزے نے ذرا کی ذرا نظر اس کی طرف اٹھائی تھیں "تمہیں یقین ہے کہ ہم نعمان سعید کو ہرا سکتے ہیں" وہ دھیمے اور بو جھل لہجے میں بولی تھی۔ ایک موہوم سی امید کا جگنو اس کے اندر جل اٹھا تھا۔ "بالکل!" ساحر زئی نے مضبوط لہجے میں کہا۔ "اور یہ دیکھو یہ میرا فرینڈ ہے حذیفہ زید، میرے ساتھ ہی ڈاکو مینسٹری میں ہوتا ہے۔ مجھ سے ملنے لندن سے آیا ہے۔ یہ بھی ہماری ہیلپ کرے گا" اس نے اپنے برابر میں بیٹھے اپنے دوست کا تعارف کرایا۔

پریزے نے براؤن سن لائٹ جینز شرٹ میں ملبوس اس شخص کو دیکھا۔ گندمی رنگت پر تیکھے سے نقوش والا حذیفہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اس کے دیکھنے پر پریزے کے شکر فی لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ کھلی تھی۔

سلام دعا کے تبادلے کے بعد وہ سب اپنے مشن کو ڈسکس کرنے لگے تھے۔ اکمل خان پریزے کو واپس اپنی جون میں آتا دیکھ کر وہاں سے اٹھ گئے تھے۔ دل میں ڈھیروں سکون تھا کہ ان کی پوتی کی اداسی تو ختم ہوئی۔

"بتاؤ حذیفہ ہمیں کیا کرنا چاہئے سب سے پہلے؟"

پریزے نے اے ٹو زیڈ سب اس کے گوش گزار کر دیا تھا۔

"مریم کی طبیعت اسی جیم میں ایکسر سائز کی وجہ سے خراب ہوئی ہے جو آج وہ بھ ہسپتال میں بیڈ پر پڑی ہے؟" حذیفہ کو خاموش دیکھ کر ساحر زئی نے ہلکے سے اس سے پوچھا تھا۔

"نعمان سعید کا اثر رسوخ اسکی پہنچ اتنی ہے کہ کوئی بھی اس کے خلاف نہیں کھڑا ہو گا۔ اس لئے اس کے جیم کے خلاف کوئی گواہی نہیں دے گا۔ اس کا جیم ایک پیسے بنانے کی مشین ہے جہاں کے رولز جہاں کی ایکسر سائز اس دنیا کے ہر جیم سے مختلف ہے۔ مگر وہ ہیلتھ کانٹنس لوگ جو صبر و تحمل کا دامن چھوڑ کر بہت جلدی رزلٹ چاہتے ہیں وہ اس کا جیم جوائن کر لیتے ہیں اور ان کی اسی کمزوری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ بھ ان سے اپنی پسند کے مطابق پیسے گھسیٹتا ہے اور اس قدر ایکسر سائز کرواتا ہے کہ نتیجہ مریم کی صورت نکلتا ہے۔ لیکن وہ اس قدر چالاک ہے کہ بازی کا ہر پتہ اپنے ہاتھ میں

رکھتا ہے۔ " ساحر زئی کے لہجے میں غصہ ہلکورے لے رہا تھا مگر بے بس وہ بھی تھا کہ بنا ثبوت کے کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

" مگر اس کا کوئی تو حل نکالنا پڑے گا نا " بغور سنتی عیشل نے اس تمام عرصے میں پہلی بار زبان کھولی تھی۔

" ہاں کیوں نہیں.... اس کا حل ہے نا.... حذیفہ نے کہا

" کیا..؟ جلدی بتاؤ " خاصے جزباتی پن کا مظاہرہ کرتی پریزے بولی تھی

" وہ یہ کہ ہمیں اس کے مقابل کوئی ایسا جیم کھولنا پڑے گا کہ لوگ وہاں نہیں ہماری طرف کھنچے چلے

آئیں۔ وہ سہولیات وہ آسانی رکھنی پڑے گی۔ کسی کی اینٹری پر کوئی قید نہیں ہوگی۔ نعمان سعید کی

فیس ہی اتنی ہے کہ وہاں صرف امیر ترین ہی ایڈمیشن لے سکتے ہیں۔ وہ یہ سمجھتا ہے کہ وہ جو دے

رہا ہے وہی ٹھیک ہے مگر ہم ثابت کر دیں گے کہ ایکسرسائز کے کیا رولز کیا شیڈولز ہوتے ہیں۔ اور

اس سب کے لئے ہمیں ایک بڑی سی ٹیم جمع کرنی ہوگی جس میں نوجوان، ڈاکٹر اور باقی سب بھی

ہوں گے۔ "

" کیا یہ سب اتنا آسان ہو گا حذیفہ؟ " ساحر کے لہجے میں فکر مندی جھلک رہی تھی۔

" کیوں نہیں... دشمن کو اگر مارنا ہے تو اس کو اس کی سوچ کی طرح ہی مارو "

پری زے بہت امپریس ہوئی تھی حذیفہ سے۔ یقیناً آگ رقص
رہے گی۔

اور پھر دوسرے دن سے کام شروع ہو گیا تھا۔ حذیفہ نے اپنے کچھ ڈاکٹرز سے رابطہ کیا تھا جو اس
کے جاننے والے تھے اور انہیں ساری سچو میشن سمجھائی تھی تو ان لوگوں نے بھی اس مشن میں
حصہ لینے کے لئے حامی بھر لی تھی۔ شارق نے خوب سارے پمفلٹ چھپوائے تھے جو ہر دیوار پر
چسپاں کئے جاتے اور لوگوں میں بانٹے جاتے۔ اکمل خان کے دیرینہ دوست کا ایک بہت بڑا
پارک تھا وہ بھی استعمال میں لے لیا گیا تھا جہاں دھیرے دھیرے سب جمع ہونے لگے تھے۔
" اچھی صحت و تندرستی کے لئے ایکس سائز، ڈاءٹ فوڈ کس حد تک ضروری ہے آج ہم اس موضوع
پر بات کریں گے " ان کے ساتھ بہت سارے ڈاکٹر زب ہی بیٹھے
حصہ لے رہے تھے۔

" ہم نے اس پارک میں ایکس سائز کی سائیکلنگ مشین رکھی ہے جو چلانا زیادہ مشکل نہیں ہے۔
ہمارے اس پارک میں واک بھی کی جائے گی۔ کھانے پینے کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ آپ جو مر جی
کھاپی سکتے ہیں۔ ایکس سائز کا یہ مطلب نہیں کہ صرف ایکس سائز ہی کی جائے اس کے لئے اچھی
خوراک بھی ضروری ہے۔ بنا کچھ کھائے بیٹے صرف ایکس سائز کرنا انسان کو دبلا پتلا ضرور کر دیتا ہے

مگر ساتھ ہی جسم کے کچھ ایسے اعضا بھی متاثر ہوتے ہیں جو ہمیں مریض بنادیتے ہیں۔ " ڈاکٹر مائک میں دھیمے لہجے میں اپنی بات ان تک پہنچا رہے تھے۔

" جس کی سب سے بڑی مثال ہمارے سامنے مریم کی صورت میں ہے۔ ان کا ٹریٹمنٹ ہمارے ہی ہسپتال میں ہو رہا ہے۔ اور میں ہی ان کا علاج کر رہا ہوں۔ " ڈاکٹر فیڈ نے سنجیدگی سے کہا۔

" بے انتہا ایکسر سائز کرنے سے ان کا گردہ و جگر اس قدر متاثر ہوا ہے کہ سرجری کرنا بے حد ضروری ہو گیا ہے۔ اور سرجری سے وہ ٹھیک تو ہو جائیں گی مگر پہلے کی طرح نارمل لائف نہیں گزار سکتی ہیں اور نہ ہی ان کی باڈی اس قابل رہی ہے کہ وہ دوبارہ کسی جیم کو جوائن کر سکیں "

کھلے میدان میں جو میٹنگ چل رہی تھی، جو موضوع گفتگو تھا کتنے ہی آتے جاتے سڑک پر گزرتے لوگ وہاں جمع ہونے لگے بلکہ کچھ بانک اور گاڑیوں میں سفر کرتے لوگ بھی رک کر ان کو سننے لگے تھے۔ بلکہ کچھ نیوز چینلز کے جرنلسٹ بھی وہاں آنے لگے تھے۔ ایسی خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی تھی۔

" مریم کی بات اگر نکلتی ہے تو یہی سننے میں آرہا ہے کہ انھوں نے نعمان سعید کا جیم جوائن کیا تھا۔ مگر افواہ یہ بھی ہے کہ مریم پہلے سے ہی ایک مریضہ تھی بلکہ وہ پہلے سے بھی کسی ہسپتال میں زیر علاج تھیں " ایک مشہور چینل کا جرنلسٹ اپنی کرسی سے کھڑا ہوا تھا

" یہ جھوٹی افواہ ہے۔ غلط ہے یہ بات " پریزے نے جزباتی پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے چیخ کر کہا۔

شدت غم سے اس کی میدے جیسی رنگت سرخ ہو گئی تھی

" شش..... " ساحر زئی نے تیزی سے اس کی کلائی تھامی اور اس کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا۔

" جرنلسٹ صاحب اولمپک کی وہ فٹ فٹ لڑکی اگر پہلے سے مریضہ ہوتی یا کسی ہسپتال میں زیر

علاج ہوتی تو اولمپک گیمز کی چمپئن نہیں ہوتی " ڈاکٹر فیض کے مضبوط جواب پر وہ لاجواب ہو گیا تھا۔

" نعمان سعید کی منشاء کے مطابق کوئی ثبوت نہیں ہے مریم کی بیماری کا، مگر ریکارڈ گواہ ہیں اور آپ

چاہیں تو دیکھ سکتے ہیں ان کی وہ ٹیسٹ رپورٹس، ایکسرے اور الٹراساؤنڈ رپورٹس اس بات کا ثبوت

ہیں ان کے گردہ اور جگر بہت زیادہ ایکسر سائز کرنے سے ہی متاثر ہوئے ہیں۔ اور نعمان سعید اپنے

جیم کو چلانے کے لئے پیسے سے زیادہ کسی اور چیز کو اہمیت نہیں دیتا "

☆☆☆☆☆☆

" سریہ کھیل تو الٹا ہی پڑتا جا رہا ہے اور بازی ہمارے ہاتھوں سے نکلتی جا رہی ہے " نعمان سعید کا منہ

ایل ای ڈی کی سکرین پر یہ سارا پروگرام دیکھ رہا تھا اور اس کے چہرے پر تشویش کی جھلک نمایاں

تھی۔

نعمان نے گھور کر سکرین کو دیکھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ پریزے ایک ڈرپوک سی لڑکی ہے جس کو اس نے بے عزت کر کے اپنے جیم سے نکلوا دیا تھا اور وہ کچھ نہیں کر سکے گی مگر وہ بھول گیا تھا کہ ہاتھی کو زیر کرنے کے لئے ایک چھوٹی سی چیونٹی بھی کافی ہوتی ہے۔ جو کچھ ہوا تھا اور جو کچھ ہو رہا تھا اس کی سوچ سے بہت آگے تھا۔ پریزے نے اس مشن میں جرنلسٹ، ڈاکٹرز، نوجوانوں اور یونیورسٹی کالج کے سٹوڈنٹس کو شامل کر لیا تھا اور اب تو میڈیا بھی اس کی کوریج کرنے لگا تھا۔

"ہمارا موٹو صرف سچائی سے پردہ ہٹانا ہی نہیں ہے بلکہ اہم مقصد، اہم پوائنٹ یہ ہے کہ اچھی صحت و تندرستی کے لئے ایکسر سائز جیم یا خوراک کا ہونا کتنا ضروری ہے۔ انہی سب باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم اپنے اس پارک میں سائیکلنگ کا انتظام کر رہے ہیں" ڈاکٹر نے کہتے ہوئے سب پر ایک نظر ڈالی۔

"صرف سائیکلنگ کرنے سے کیا صحت پر اچھا اثر پڑے گا؟" ایک اور مشہور چینل کے نمائندے نے سوال کیا

"ہاں کیوں نہیں، آزمائش شرط ہے" ڈاکٹر نے ہلکے پھلکے لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا اور پھریوں ہوا کہ ایک دو تین تعداد بڑھتی گئی۔ لوگ اس پارک میں آتے گئے۔ کبھی واک کبھی سائیکلنگ.... اچھی ڈائٹ بہترین خوراک اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہا جاتا کہ بالکل دبلا پتلا ہو کر

مریض نہیں بننا بلکہ صحت کو فریش رکھنا ہی زندگی ہے۔ ان سب کامشن کامیابی کی جانب گامزن تھا۔ ہر روز ایک نئی کامیابی، ایک نئی راہ..... بچے بوڑھے جو ان اس واک میں اور سائیکلنگ میں حصہ لے رہے تھے۔

"میں بہت خوش ہوں ساحر، میرا مقصد کامیاب ہوتا جا رہا ہے۔ یہ جیت ہماری ہی ہوگی اور نعمان سعید ہار جائے گا" خوشی اس کے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں چہرے پر جگنوؤں کی ایک بارات تھی۔ جو اس سے سنبھالے نا سنبھل رہی تھی۔ ساحر زئی کی گہری نظریں اس کے پر رونق جھلملاتے چہرے کا حصار کئے ہوئے تھیں۔

ڈاکٹر کے عمل کے مطابق موٹے لوگوں کی کتنی کیلوریز ایک ہفتے میں کم ہوئی تھیں یہ بات ثابت ہوتی جا رہی تھی۔ انکا مشن کامیابی کی منزل طے کرنا جا رہا تھا۔

"تم خوش ہونا؟" ساحر کے لہجے میں پسندیدگی کی جھلک نمایاں تھی۔

"بہت زیادہ ساحر.... اور میری اس خوشی کی سب سے بڑی وجہ تم ہو۔ اگر تم میرا ساتھ نہ دیتے

میری ہمت نہ بندھاتے تو میں کبھی بھی یس میں کامیاب نہیں ہو سکتی تھی۔ سب کچھ بہت اچھا ہوا

ہے" بالکل بے ساختہ ہی پریزے نے ساحر زئی کا ہاتھ تھام لیا تھا اور ساحر نے ان ہاتھوں کی نرمی

اپنے اندر تک محسوس کی تھی۔

ہمیں اپنے بلاگز (ویب سائٹ) FAMOUS URDU NOVELS, BOOKS BANK

PRIME URDU NOVELS, FREE URDU DIGEST, READING CORNER

کے لئے ناول رائٹرز کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری پوسٹ کروانا چاہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل کریں یا ہمارے گروپ اور چینج پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ یا واٹس ایپ پر بھی کانٹیکٹ کر سکتے ہیں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ دیئے دونوں ایک دوسرے کے بہت پاس کھڑے تھے۔ وہ گدلے کانچ ان سیاہ نینوں میں گاڑے ہوئے تھے جہاں ساحر اور پریزے اپنا عکس دیکھ سکتے تھے۔ محبتوں کا ایک جہاں آباد کئے دونوں ہی ہر شے سے بے خبر، بے پرواہ ہو کر دیکھے جارہے تھے مگر چند لمحوں کی بات تھی وہ سیاہ نین تا دیر ان سرمئی کانچ سے سے پھوٹتی روشنی کی تاب نہیں لا سکے تھے۔ اور وہ گھنیری سیاہ پلکوں کی باڑ لرزتی ہوئی سرخ دکھتے عارض پر جھکتی چلی گئی۔ یہ دلکش منظر ساحر نے نہایت دلچسپ نگاہوں سے دیکھا تھا۔ میدے جیسی رنگت شرم و حیا کا پیکر بنی ہوئی تھی۔ جہاں سنہری سلکی بالوں کی چند لٹیں اس کے رخسار کی زینت بنی ہوئی اس کے گال کو چھیڑ رہی تھیں۔ ساحر زنی کا ہاتھ اس کے خوبصورت چہرے کی طرف بڑھا تھا اور ان دو شرارتی لٹوں کو اپنی مضبوط انگلیوں کی گرفت میں لے لیا تھا۔ یہ جسارت یہ شرارت بالکل بیساختہ تھی۔

"ساحر...."

دروازے پر ایستادہ عشل کی نگاہوں سے یہ منظر چھپا نہیں رہ سکا تھا۔ عشل کی آواز پر دونوں نے چونک کر اس کو دیکھا تھا مگر جانے کیوں عشل کی یوں دخل اندازی سے ساحر زنی کو اپنے اعصاب کھنچتے ہوئے محسوس ہوئے تھے۔ پریزے کے قدم خود بخود پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ دل پھیلنے سمٹنے لگا تھا اور شاید گھبرا بھی گیا تھا۔ کیسے..... کیسے وہ ہل بھر کیلئے بھی فراموش کر گئی کہ ساحر صرف

عشل کو پسند کرتا ہے اس کو چاہتا ہے اس سے محبت کرتا ہے۔ وہ ہارے ہوئے قدموں سمیت ان کی نگاہوں سے دور ہوتی چلی گئی تھی۔

ساحر زئی نے خاموشی کی ایک نظر جاتی ہوئی پریزے پر ڈالی تھی اور پھر چپ چاپ کھڑی عشل کو دیکھا..... جسکی سوچ کے دھاگے اسی ایک منظر میں الجھے ہوئے تھے جب ساحر اور پریزے ایک دوسرے کے بہت پاس کھڑے ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے جانے کون سی پریم کتھا ایک دوسرے کو سنارہے تھے۔

"لندن سے میرے مام ڈیڈ آئے ہیں تم، سے ملنے" عشل نے ہلکے سے کہا جس پر ساحر زئی نے کچھ لمحوں بعد سر کو ہلکی سی جنبش دے کر نگاہوں کا زاویہ بدل لیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

اور پھر یوں ہوا کہ ان تینوں کی محنت رنگ لے آئی۔ ان تینوں کی جدوجہد کا صلہ سود سمیت وصول ہوا۔ ہر کوئی ان کے گن گارہا تھا۔ ان کی فیور میں بات کر رہا تھا۔ اس سب کے دوران ساحر زئی نے محسوس کیا کہ پریزے کی توجہ، اس کا جھکاؤ اس کے دوست حذیفہ زید کی جانب ہے۔ ایک ساتھ سائیکلنگ کرتے، واک کرتے، کھاتے پیتے اور باتیں کرتے تھے۔

"تو ان کے درمیان کسی انوکھے جذبے نے جنم لیا ہے اے ان کے بیچ پسندیدگی کا وجود سر ابھارنے لگا ہے۔۔۔ اس وقت بھی حذیفہ اور پرزے واک کر کے ایک بیچ پر بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ حذیفہ کی نگاہوں میں چاہت کے روشن دیئے وہ دور سے بھی دیکھ سکتا تھا۔

"ساحریہ لوفریش جوس" عسل اپنے اور اس کے لئے اورنج جوس لائی تھی جو اس نے قدرے توقف کے بعد تھام لیا تھا۔

"تھینکس" اس کا بچھا ہوا لہجہ عسل نے فوراً محسوس کیا تھا بلکہ اس کی نگاہوں کے ارتکاز میں اس سمت دیکھا جہاں پرزے حذیفہ کے ساتھ بیٹھی گپ شپ لگا رہی تھی۔

آج قی طحی کے ہر چینل پر بہت اہم نیوز آنے والی تھی۔ اس پارک میں موجود جیم کی خوب پبلسٹی ہو رہی تھی۔ نعمان سعید کا جیم تو صحیح معنوں میں ٹھپ ہو چکا تھا۔ اس کی ہر ہر دھمکی سب حرے بیکار ثابت ہوئے تھے۔ ساری کوششیں رائگاں گئی تھیں۔ بلکہ دھوکہ دہی کے کیس میں اس پر کیس بھی کر دیا گیا تھا۔ اور آج اس کا عدالت میں فیصلہ ہونا تھا۔ ہائی کورٹ کے جج نے فیصلے پر مہر ثبت کر دی تھی۔

پارک میں فل سائز کاسکرین لگوایا گیا تھا۔ جہاں سب جج کے فیصلے کے منتظر تھے۔ سب کو یقین تھا کہ فیصلہ ان کے حق میں ہی ہوگا۔ یہاں تک آنے میں حذیفہ نے انتھک محنت کی تھی۔ جان کی

بازی لگادی تھی کہ کسی طرح نعمان سعید کو سزا ملے۔ پریزے اس کی بہت مشکور تھی۔ اس نے اس کے لئے جو کچھ کیا تھا امید نہیں تھی کہ کوئی اس کی اتنی حد تک بھی مدد کر سکتا ہے۔ آخر کار فیصلہ سامنے آگیا۔ سکرین پر نیوز کاسٹر نے خبر سنادی تھی۔ نعمان سعید کو دھوکہ دہی کے جرم میں نہ صرف دو سال قید بامشقت کی سزا ہوئی تھی بلکہ جرمانے کے طور پر دس لاکھ بھی ادا کرنا تھے۔ اور اس کے علاوہ اس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوا تھا کہ اس کا جیم سیل کر دیا گیا تھا اور پولیس اس کے آفس اس کو گرفتار کرنے پہنچ گئی تھی۔

"یاہو! ہرے" ایسے بہت سے نعرے پارک کی ٹھنڈی فضا میں گونج رہے تھے۔ گویا خوشی کا ایک کہرام برپا ہو گیا تھا۔ ہر کوئی ایک دوسرے کو گلے مل رہا تھا اور مبارک باد دے رہا تھا۔ پریزے بھی خوشی کے مارے بیساختہ ہی چیختی ہوئی حذیفہ کے گلے کا ہار بنی تھی۔

"حذیفہ آئی ایم پیپی.... سو پیپی.... بالآخر نعمان اپنے انجام کو پہنچ گیا ہے۔ اس کو سزا مل گئی ہے" خوشی کے مارے وہ دیوانی ہوئی جا رہی تھی۔ "ہم جیت گئے ہیں، ہمارا مشن کامیاب رہا ہے اور اس کا سب سے زیادہ کریڈٹ تمہیں جاتا ہے حذیفہ" پریزے نے اس کو بازو سے پکڑ کر جھنجھوڑ ڈالا

حذیفہ نے بغور اس کے سیانینوں میں جھانکا تھا... یہ وہ لڑکی ہے جو اس کے دل میں آنکھوں میں بس گئی تھی۔ جس کی وہ چاہ کر بیٹھا تھا۔

پاس کھڑے ساحر زئی نے اس منظر کو بہت اداسی سے دیکھا تھا۔ اور اس کی آنکھوں پر چہرے سے چھلکتی اداسی عیش کی نگاہوں سے چھپی نہیں رہ سکی تھی۔

"وَل یومیری می...؟" حذیفہ نے بالکل ہی اچانک یہ جملہ ادا کیا تھا

بولتی چہکتی زندگی کی ہر خوشی کو اپنی آنکھوں اور اور چہرے پر سمیٹے پریزے ایک دم سے خاموش بھگ گئی تھی۔ کتنی ہی دیر تک تو وہ خود میں ہمت ہی نہ پاسکی تھی کہ کچھ بول سکے۔ اور اس کا جواب سننے کے لئے عیش بڑی بیتابی سے منتظر تھی۔ جب کہ ساحر زئی کا تو گویا پورا وجود ہی سماعت بنا ہوا تھا۔ وہ بھی پریزے کا جواب جاننا چاہتا تھا۔

"پریزے...! وَل یومیری می..؟" حذیفہ نے ہولے سے اپنا سوال ایک بار پھر سے دہرایا تھا

پریزے نے بے اختیار مڑ کر ساحر زئی کو دیکھا تھا

"میں اور عیش ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں بلکہ ایک دوسرے سے پیار کرتے ہیں"

ساحر زئی کا بہت پہلے کہا ہوا ایک جملہ آج پورے طمطراق سے اس کے کان میں گونجا تھا۔ پریزے نے نگاہوں کا رخ موڑا اور شکر فی لبوں پر زبردستی کی مسکراہٹ سجائے اس نے حذیفہ کو دیکھا۔

"یس...." پریزے کے لبوں پر ہلکی سی جنبش ہوئی تھی اور حذیفہ کو اس کے اقرار سے جیسے پوری کائنات مل گئی تھی۔ جہاں بھر کی ہر خوشی اس کی جھولی میں ڈال دی گئی تھی اس ایک ہاں سے۔ اور عسل کا ایک ایک انگ مسکرا اٹھا خوشی سے۔

☆☆☆☆☆☆

"مام... یہ ہے ساحر زئی.... اور ہم ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں" عسل کے لہجے میں خوشیوں کی جھنکار تھی۔ وہ جانتی تھی کہ ساحر کے ممی ڈیڈی اس کو پسند نہیں کرتے تھے پر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ ساحر اور عسل ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں یہی کافی ہے اس کے لئے۔

"ہیلوینگ مین!" عسل کے والد نے ساحر کی جانب مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا

"ہائے..." ساحر نے بجھے بجھے لہجے کے ساتھ ان کا بڑھا ہوا ہاتھ تھام لیا تھا۔ جس کو ان تینوں نے ہی نوٹ کیا تھا۔

عسل نے اپنے ڈیڈی کو دیکھا جو اسی کو سوالیہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ بلکہ اشارے میں اس کے بجھے ہوئے انداز کی وجہ بھی پوچھ رہے تھے۔

"ساحر..." عسل نے اس کے چوڑے شانے پر ہاتھ رکھ دیا

"ہاں پریزے بولو؟"

وہ جو نہایت گہری سوچوں میں غلطاں تھا عشل کے پکارنے پر چونک کر عشل کو دیکھنے لگا پھر اس کے
ممی ڈیڈ کو..... وہ جو پریزے کے خیالوں میں کھویا ہوا تھا اور اسی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ دل
میں جھانک کر دیکھا تو ہر طرف وہ ہی وہ تھی۔ ہر دھندلا منظر صاف ہو گیا تھا۔ عشل تو کہیں نہیں
تھی۔ اور آج اگر وہ چپ رہا تو شاید اپنی محبت ہار جائے گا۔ اپنی زندگی ہار جائے گا۔ پریزے کو ہمیشہ
ہمیشہ کے لئے کھودے گا۔

اور عشل اس ایک نام کی پکار سے ہی سب سمجھ گئی تھی۔ الجھی ہوئی ہر گتھی سلجھ گئی تھی۔ وہ جان گئی
تھی کہ ساحر کی زندگی میں اس کے دل میں وہ کہیں نہیں تھی۔ عشل کے ممی ڈیڈی ساحر کو اور پھر
عشل کو دیکھ کر رہ گئے۔

" جو بھی فیصلہ کرنا سوچ سمجھ کر کرنا، پوری زندگی کا معاملہ ہے "

اور پھر وہ دونوں وہاں سے اٹھ کر چلے گئے۔

" ساحر! " مول کے لہجے میں ہزاروں ٹوٹے ہوئے کانچوں کی کھنک تھی۔ اس کے اندر چھن سے
بہت کچھ ٹوٹا چلا گیا تھا۔ کتنے ہی لمحوں تک تو وہ کچھ بول ہی نہ سکی تھی۔

" آئی ایم سوری عشل.... مگر سچائی یہی ہے کہ میں پریزے کے بنا نہیں رہ سکتا۔ میری سانسوں کی

ڈور اس کی سانسوں سے جڑی ہے۔ "

" میں کہاں ہوں ساحر؟ " اس کے لہجے میں بے بسی تھی

" ہم اچھے دوست تھے اور ہمیشہ اچھے دوست رہیں گے عشل " اس نے عشل کا نازک سا ہاتھ ہولے سے دبایا اور پھر کھڑا ہو گیا۔ وہ جلد از جلد پریزے کے پاس پہنچنا چاہتا تھا۔ اس کو منالینا چاہتا تھا۔ اپنا بنالینا چاہتا تھا۔

اس کے جانے کے بعد عشل کے نین کٹوروں سے گرم گرم سیال نکل کر اپنا اصل کھوتے چلے گئے۔ دوسری طرف وہاں پریزے کا رشتہ طے ہو چکا تھا۔

حذیفہ کی ممی مٹھائی کے ٹوکرے، شگون اور انگوٹھی لے کر ان کے گھر میں موجود تھیں۔ انھوں نے پریزے کی انگلی میں ڈائمنڈ کی خوبصورت اور مہنگی سی انگوٹھی ڈال دی تھی۔ پریزے نے بغور اپنی انگلی دیکھی جہاں ڈائمنڈ کی انگوٹھی لشکارے مار رہی تھی مگر اس کی چمک دمک کے آگے اس کی خوشی کیوں مانند پڑ رہی تھی۔ وہ خوش کیوں نہیں ہے۔ یہ تو اس کا اپنا فیصلہ ہے۔ ساحر زئی عشل کا ہے اس کو یہ بات دل سے تسلیم کرنا پڑے گی اور اس کو دل سے نکالنا ہو گا۔ اسے صرف یادوں میں زندہ رکھنا ہو گا۔

پریزے کی منگنی سے عبیرہ بہت خوش تھیں۔ بے شک ساحر ان کو دل سے پسند تھا مگر حذیفہ بھی برا نہیں تھا۔ وہ ساحر کا دوست تھا۔ اسی کی طرح فرمانبردار، نیک اور ہینڈ سم تھا۔ جس نے پریزے

کے دل میں جھانکا تھا۔ اور اس کی اچھائی اور سچائی کو دل سے پسند کیا تھا۔ اور اب تو وہ یوں بھی مطمئن تھیں کہ اس کا وزن کم ہو گیا ہے وہ پہلے کی طرح موٹی نہیں رہی تھی۔ واک اور ایکس سائز نے اس کو بہت حد تک نکھار دیا تھا۔

"ماشاء اللہ! بہت پیاری لگ رہی ہو" حذیفہ کی ممی کے چہرے پر خوشی کے سب رنگوں کو پریزے نے شدت سے محسوس کیا تھا۔ مگر اس کا دل پھر بھی کیوں خالی خالی لگ رہا تھا۔ کیوں وہ اپنی منگنی سے خوش نہیں تھی۔ اس کی آنکھ کے گوشے سے ایک موتی ٹوٹا۔ اور اس سے پہلے کی وہ موتی بکھرتا اس نے اپنی انگشت شہادت سے بڑی بے دردی سے اس آنسو کو رگڑ دیا تھا۔ بس ایک یہی منظر اکمل خان کی زیرک نگاہوں سے چھپانہ رہ سکا تھا۔ ریڈ اینڈ پنک کنٹر اسٹ کی لائٹ سی ایمر ایڈری فراک میں وہ غم و افسردگی کی تصویر لگ رہی تھی۔ سب اپنی اپنی گپ شپ میں لگے ہوئے تھے جب کہ اس کا یہاں دل نہیں لگ رہا تھا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا دم گھٹ رہا ہو۔ وہ باہر کی فضا میں سانس لینا چاہتی تھی۔ اپنے اندر کی جس کو باہر نکالنا چاہتی تھی۔ سب پر ایل سر سری سی نظر ڈالتی وہ کھڑی ہوئی۔ کسی کی بھی توجہ اس پر نہیں تھی۔ وہ سیدھی ہال سے باہر نکلتی چلی گئی۔ چاند کی چودھویں شب تھی۔ چاند آسمان کی کی کالی چادر پر تاروں کے بیچ اپنے جو بن پر تھا۔ جس کی

روشنی نے لان کے ہر ہر ذرے کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا۔ ٹھنڈی ہوا سرسراتی ہوئی اس کے وجود کے گرد گھیر اڑانے لگی۔ اس نے اپنے آپ کو سمیٹ کر اپنے بازوؤں کو اپنے ارد گرد باندھ لیا۔

"پریزے....!" ساحر کی گھمبیر آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔ اس نے تیزی سے پلٹ کر دیکھا

"ساحر...." اس نے دھیرے سے پکارا

"ول یو میری می؟" وہ دو قدم آگے بڑھا اور بغور ان سیاہ نینوں میں جھلملاتا ہوا عکس دیکھنے لگا۔

میں پیچھے ہر دیوار، ہر وعدہ اور عہد و پیمان توڑ آیا ہوں۔ میرے ہاتھوں میں کسی وعدے کی زنجیر نہیں ہے نہ ہی کسی کے نام کی بیڑیاں ہیں۔"

"تم نے اتنی دیر کر دی یہ بات کہتے کہتے.... میں کب سے انتظار کر رہی تھی تمہارا.... مگر تم نہیں آئے۔ میں نے تو پلٹ کر بھی تمہیں دیکھا تھا ساحر... پھر کیوں تم نے مجھے نہیں پکارا۔ کیوں میرا ہاتھ نہیں تھاما" پریزے نے اس کو گریبان سے پکڑ کر جھنجھوڑ ڈالا۔ کتنے ہی مکے اس کے سینے پر مارے مگر ساحر زئی نے ایک لفظ بھی نہیں کہا۔

"آئی ایم سوری ہنی" ساحر زئی نے اپنی چوڑی ہتھیلی کے پیالوں میں اس کا چہرہ بھر لیا تھا "لیکن ابھی دیر نہیں ہوئی ہے۔ وقت کی ڈورا بھی ہمارے ہاتھوں میں ہے۔"

"نہیں... " پریزے کی آنکھوں میں چھب سے حذیفہ کا عکس ابھرا تھا

" اب بہت دیر ہو گئی ہے ساحر.... میری حذیفہ سے منگنی ہو گئی ہے۔ اس کے نام کی انگوٹھی میری انگلیوں میں قید ہے " وہ جھٹ سے اس سے الگ ہو نہ سکتی تھی۔

" مگر پرزے ... "

" نو.... میں ایک وعدہ نبھانے کے لئے کسی سے وعدہ خلافی نہیں کر سکتی۔ " پرزے کے دل و دماغ میں درد کی ایک شدید لہر سی ضرور اٹھی تھی مگر اس نے نہایت مہارت سے اس درد کو اپنے اندر دبا لیا۔

" ہم حذیفہ کو سمجھالیں گے پرزے " اس نے سنجیدگی سے کہا

" نہیں ساحر اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ تمہیں واپس لوٹنا ہو گا۔ مجھے بھولنا ہو گا۔ " وہ جو خود کو بظاہر بہت مضبوط ظاہر کر رہی تھی ایک دم سے اس کی آنکھیں بھیگ گئیں۔ تیزی سے اس نے اپنا رخ موڑا تھا۔ نہ چاہتے ہوئے بھی آنسو لڑھک کر رخساروں پر آگئے تھے۔ پرزے نے اپنے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے رگڑ کر ان کو صاف کیا اور وہاں سے جانے میں ہی اپنی بھلائی سمجھی۔

وہ جیسے ہی اندر بڑھنے لگی راہ میں حذیفہ حائل ہو گیا۔ پرزے نے بھیگی بھیگی پلکیں اوپر اٹھائی تھیں۔

" محبت ایک خوبصورت جذبہ ہے۔ محبت کا ہونا حسین ترین، مگر محبت کو پا کر کھو دینا.... دس ازناٹ فیئر... " حذیفہ ہلکے سے مسکرایا اور اس کا ہاتھ تھام کر واپس ساحر زئی کے پاس لے آیا تھا۔

" تجھے لگتا ہے تو اپنے بیسٹ فرینڈ سے اپنے پیار کو چھپالے گا؟ " حذیفہ کے لہجے اور آنکھوں سے برہمی جھلک رہی تھی۔

" دل تو چاہتا ہے تیرا سر پھاڑ دوں مگر کیا کروں اس پیاری سی لڑکی کو تکلیف بھی نہیں دینا چاہتا " حذیفہ.. "

ساحر نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ حذیفہ نے اس کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور پریزے کا ہاتھ تھام لیا۔ پریزے نے پریشان نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا تھا۔ حذیفہ نے اس کی انگلی سے اپنے نام کی انگوٹھی اتار لی تھی۔

" پریزے صرف تمہاری ہے۔ اس کی سانس پر اس کی دھڑکن پر صرف اور صرف تمہارا نام ہے۔ اور میں کسی معصوم محبت کا قتل کر کے گناہگار نہیں ہونا چاہتا " یہ کہہ کر حذیفہ نے اس کا ہاتھ ساحر کے ہاتھ میں تھما دیا۔ جس پر ساحر نے پر تشکر نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

" آج کا دن، آج کا پل، اور آنے والا ہر لمحہ یہ زندگی تمہاری ہے۔ "

" تھینکس حذیفہ... "

" دوستوں میں سوری اور تھینکس کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور میں تو بہت خوش قسمت ہوں کہ مجھے اتنے اچھے دوست ملے ہیں " وہ ہلکے سے مسکرا دیا اور پھر دونوں پہ ایک نظر ڈالتا ان کے درمیان سے ہٹا چلا گیا تھا۔

" آئم پراؤڈ آف یو " دالان کے پاس کھڑے اکمل خان نے حذیفہ زید کو شاباشی دی تھی۔
" یہ تو میرا فرض تھا۔ شکر ہے اس پروردگار کا کہ بروقت سب کچھ سامنے آگیا۔"
" ہمممم۔۔۔ " اکمل خان نے چپ چاپ اس اچھے سے لڑکے کو دیکھا اور اس کو لئے اندر کی جانب بڑھ گئے۔

" اب تو خوش ہونا؟ " ساحر زئی نے حق سے اس کا ہاتھ تھام لیا تھا۔

" بہت زیادہ۔ " وہ زندگی سے بھرپور انداز میں چہکی تھی۔ " مگر میری ایک شرط ہے تم سے شادی کرنے کی "

" شرط؟ کیسی شرط؟ " وہ ہلکا سا بے چین ہوا۔

" وہ یہ کہ تمہیں مجھے ٹھیلے والے کے گول گپے، چھولے کی چاٹ اور برگر کھلانے ہوں گے۔ "

" اف تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا " ساحر زئی نے ایک لمبی آہ بھری اور دلچسپ نظروں سے اس کو تنکے

"ٹھیلے والے سے ہی کیوں میں تمہیں اچھے اور مہنگے ہوٹل سے یہ سب کھلاؤں گا"

"نہیں۔" پریزے نے سختی سے انکار کیا۔ "مجھے یہ سب ٹھیلے والے سے ہی کھانا ہے جس میں تمہیں بھی میرا ساتھ دینا ہو گا"

"اوکے اوکے۔۔۔ جو حکم سرکار کا۔" اس نے چاہ سے ہامی بھری۔

"اب اگر کھانے پینے سے باہر نکل آؤ تو کچھ پیار محبت کی باتیں بھی کر لیں"

اس کے لہجے کا خمار، آنکھوں میں شرارت پریزے کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں رہ سکا تھا۔ اس کی رگِ ظرافت پھوٹنے لگی تھی۔

"پاس آؤ" پریزے نے دھیرے سے کہا تو ساحر زئی دو قدم اور آگے بڑھا کہ انچ بھر کا جو فاصلہ تھا وہ بھی ختم ہو چکا تھا۔

"ساحر" پریزے نے پیار سے اس کا نام پکارا۔

"ہاں بولو ہنی" وہ توفدا ہی ہو گیا اس کے انداز پر۔

"بولوں؟" اس نے آنکھیں پٹپٹائیں تھیں۔

"آج سب کچھ بول دو"

"ساحر مجھے نہ بولنا تھا"

وہ جی بھر کے اس کا امتحان لے رہی تھی اور ساحر زئی بے تابی و بے قراری سے اس کا منتظر تھا کہ وہ کچھ بولے۔

"کہ جو بھی بولوں گی سب شادی کے بعد"

اور پھر اس کے سینے پر اپنے دونوں ہاتھ رکھتی اس کو زور سے دھکا دیتی وہ کھکھلاتی ہوئی پلٹی اور اندر جانے والے راستے کی طرف بھاگی۔

"او ہنی رکو۔۔ یو چیٹ۔۔ میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں۔ ہنی رکو"

اس لان کی ٹھنڈی میٹھی فضاؤں میں پریزے کی کھکھلاہٹ اور ساحر زئی کی پکار گونج رہی تھی۔ چاند کی چاندنی بھی ان کے ملن پر ہر سو روشنی کی صورت میں قہقہے بکھیر رہی تھی۔

.....

The End

